OCTOBER
1977
PRICE
Rs. 3.00

دھارمک رسالہ "اوم" دہلی

ایڈیٹر
گورکھ ناتھ
نندہ

روحانیت کے بلند ترین خیالات کا پرچارک

ماہنامہ اوم دلی

4062 بازار اجمیری گیٹ دلی

بابت ماہ اکتوبر 1977ء

قیمت فی پرچہ -/3 روپے، سالانہ چندہ -/28 روپے

وی۔ پی منگوانے پر -/4 روپے زائد

اسی چندہ میں سالنامہ "شانتی انک"

جنوری 1978ء قیمت -/14 روپے

اور

"بالمیکی رامائن" حصہ اول قیمت -/10 روپے

بھی دیئے جائیں گے۔ رجسٹری ڈاک خرچ -/2 روپے علاوہ ہوگا۔

غیر ممالک سے سالانہ چندہ

بذریعہ بحری ڈاک :- -/100 روپے

بذریعہ ہوائی ڈاک :- -/200 روپے

چیف ایڈیٹر

گورکھ ناتھ نندہ

ایڈیٹر

برہمانند نندہ

فہرست مضامین

نمبر	عنوان	مضمون نگار	صفحہ
۱	تو سُندتا کیوں نہ پکار کو دُ کھجن	مہاتما شہنشاہ جی مہاراج	۲
۲	پرماتما اپنے بھگتوں کی رکھشا کیوں نہیں کرتا	ایڈیٹر	۳
۳	مہرشی اروند کو بھگوان کے درشن	"	۵
۴	جگت گورو سوامی شنکر آچاریہ جی کی رکھشا	"	۷
۵	سوامی رام کو بھگوان کرشن کے درشن	"	۷
۶	کلجگ کے بھگت	بانی گورو نانک دیو جی	9
۷	خودی کا قید خانہ	مہاتما جیمز ایلن	۱۰
۸	اہنکار	ایڈیٹر	۱۴
۹	میں نہ بندہ نہ خدا تھا	رام پرشاد سے	۱۷
۱۰	میں تن تنہا آیا ہوں	حضرت شمس تبریز	۱۷
۱۱	بڑا کون ہے؟	پنڈت ست پال جی بھاردواج	۱۸
۱۲	چترکوٹ کے گھاٹ	شری سانول شاہ	۱۹
۱۳	نراکار بھگوان ساکار روپ میں	پنڈت ست پال جی بھاردواج	۲۳
۱۴	ہندوؤں کے کھٹ درشن	ایڈیٹر	۲۵
۱۵	من پربودھ (نظم)	پنڈت ترنیدر ناتھ جی شرما	۳۲
۱۶	مریادا پرشوتم بھگوان رام	شری جے چند پریم	۳۳
۱۷	انگریز بھگت میجر لینڈ	شری سوامی ستیانند جی تیرتھ	۳۴
۱۸	جامِ بے خودی	مہاتما موہن مورتی جی	۳۵
۱۹	سمپاتی کی آتم کتھا	ایڈیٹر	۳۶
۲۰	تلقینِ حیات	شری لکشمی چند جی گرودور شاہد	۳۸
۲۱	ستی مدالسا	حکیم ریل داس جی مضطر	۳۹

شری برہمانند نندہ ایڈیٹر پرنٹر پبلشر و مالک نے اعلیٰ پریس گلی سوداگران بازار ٹیماران دلی سے چھپوا کر دفتر رسالہ اوم 4062۔ اجمیری گیٹ دلی سے شائع کیا۔

نمبر	عنوان	مضمون نگار	صفحہ	نمبر	عنوان	مضمون نگار	صفحہ
۲۲	بھیرتری ہری شتک	مترجم شری ساتھر سوامی ایم اے	۴۹	۲۵	مرنے سے پہلے	شری آنند کپور	۶۱
۲۲	پاتنجلی یوگ شاستر	مترجم منشی سوہن نارائن مہر	۵۱		---	---	--
۲۳	رباعیات	شری اوتار سنگھ بیراگی	۵۳	۲۶	بھارت کے اتہاس کا ایک ورق	پروفیسر سیتا رام کوہلی	۶۲
۲۴	مہابھارت کا ایک سین (کرن پریہ)	ایڈیٹر	۵۴				

تو سنتا کیوں نہ پکار کو

— از —

مہاتما شہنشاہ جی مہاراج

جب تھا گج کو گراہ نے گھیرا - بیاکل ہو کے تم کو ٹیرا
اس کا کشٹ سے کیا نبیڑا - چیر کے آئے دھار کو
ہے گج کے چھڑانے والے تو سنتا کیوں نہ پکار کو

دروپدی نے تم کو دھیایا - سمے پہ اس کے آڑے آیا
آکے اس کا چیر بڑھایا - وسمت کیا دربار کو
ہے چیر بڑھانے والے - تو سنتا کیوں نہ پکار کو

دھنے بھگت کا کھیت جمایا - درشن اپنا اسے دکھایا
پتھر میں تھا اس نے پایا - نہیں توڑا بھگت کی تار کو
او بھگت رجھانے والے - تو سنتا کیوں نہ پکار کو

پتھر کو جب چرن چھوایا - کنچن کیتی اس کی کایا
رشی پرن کو آپ نبھایا - اور تارا اہلیہ نار کو
او شلا ترانے والے - تو سنتا کیوں نہ پکار کو

بھگت پرلاد نے تو گن گایا - سنکٹ پڑا تو اسے بچایا
ہرناکش کو مار گرایا - درسایا اپنے پیار کو
نرسنگھ کہانے والے - تو سنتا کیوں نہ پکار کو

دھرو نے لینا تیرا سہارا - نارد ہو کر اس کو تارا
اٹل ہوا بس دھرو ستارا - پایا تھا اس نے سار کو
او وشنو کہانے والے - تو سنتا کیوں نہ پکار کو

میراں بھی تو پریم دیوانی - تج دیا رانا اور رجدھانی
جگ کو جانا اس نے فانی - پا شہنشاہی دوار کی
او بگڑی بنانے والے - تو سنتا کیوں نہ پکار کو!

شنکا سمادھان

پرماتما اپنے بھگتوں کی رکھشا کیوں نہیں کرتا

رِشی دیانند، سوامی شردھانند، مہاتما گاندھی وغیرہ جو ۲۴ گھنٹے اوم اوم، رام رام کرتے تھے۔ اُن کی رکھشا پرماتما نے کیوں نہ کی۔ جبکہ اُس کو بھگتوں کا رکھوالا، دیالُو، کرپالُو، سروشکتی مان کہا جاتا ہے۔ وہ سمے پر اپنے بھگتوں کو بھُول کیوں گیا؟

کے۔ ڈی۔ ملہوترہ
۲۴ رام نگر۔ نئی دِلّی۔ $2\frac{3}{7}$

اُتّر:۔ جب تک ہم پرماتما کا صحیح گیان، وید، شاستر اور گورو کے دوارہ حاصل نہیں کر لیتے۔ تب تک ہمیں اِس قسم کی کئی شنکائیں اُٹھیں گی۔ ہم پرماتما کے متعلق سُنی سُنائی باتیں کرتے ہیں۔ ہمارا اپنا انُوبھو اِس معاملہ میں صفر کے برابر ہے۔ کسی نے ہمیں کہہ دیا کہ پرماتما دسویں آسمان پر براجمان ہے اور کسی نے کہا کہ پرماتما ایک دیشی ہے، سروویاپک ہو ہی نہیں سکتا۔ وہ شولوک میں بیٹھا ہُوا اپنی شکتی سے دُنیا کے سب پرانیوں پر بادشاہ کی طرح حکومت یا نیمن (CONTROL) کر رہا ہے۔ کسی نے کہا کہ وہ وِشنُو لوک میں رہتا ہے، اور جب اُس کے بھگت تکلیف میں ہوتے ہیں۔ اور اسُر یعنی تامسی پرکرتی کے لوگ اُن کو تنگ کرتے ہیں، تو وہ اُن کی پرارتھنا کو سُن کر منش کے رُوپ میں اوتار لے کر اسُروں (راکھشوں) کو مارتا اور اپنے بھگتوں نیز گئو براہمن کی رکھشا کرتا ہے۔ کسی نے کہا کہ نہیں۔ ایسا نہیں ہو سکتا۔ اس کو خود اوتار لینے کی کیا ضرورت ہے۔ وہ سروشکتیمان ہے۔ اُس کے ایک خیال سے ہی یہ سب رچنا ہوتی ہے۔ اور جب چاہتا ہے، سب کو یکدم فنا بھی کر دیتا ہے۔ وہ اپنی موج کا مالک ہے، وہ کسی کا پابند نہیں ہے، وہ رحیم و کریم ہے اور جابر بھی ہے۔ اِس لئے اُس سے ڈرنا چاہیئے اور اُس کا بندہ بن کر یعنی اُس کے حکم کے آگے سرِ تسلیم خم کر کے اُس کی بندگی کرنی چاہیئے، تاکہ اِس زندگی کے بعد ہمیں بہشت یعنی سوَرگ ملے۔ اور اگر ہم اُسکی حکم عدولی کریں گے تو وہ ہمیں نرک یعنی دوزخ میں بھیج دے گا۔ اور ہمیں اپنے اعمالوں کا پھل بھوگنا پڑے گا، اور پچھتانا پڑے گا۔

ایسے انیک سدھانت ہیں۔ جو آجکل کی دُنیا میں مانے جاتے ہیں۔

پہلے ہم وِچار کریں کہ پرماتما کا رُوپ کیا ہے۔ کیا واقعی وہ ایک ہی دیش میں ایک بادشاہ کی طرح رہتا ہے یا سب جگہ موجود حاضر و ناظر ہے۔ کیا واقعی وہ اپنے بھگتوں کی رکھشا کرنے کا دعوے دار ہے۔

وید، شاستر، گورو گرنتھ، پُران، قرآن اور دیگر کُتب مقدسہ۔ جو ایشور کو ماننے والے ہیں۔ وہ پرماتما کو سروویاپک۔ سروشکتی مان اور ست چت آنند مانتے ہیں۔

وہ اُس کو ہر جگہ، ہر جیو جنتو کے اندر باہر موجود سمجھتے ہیں۔ گو پرماتما جنم مرن سے رہت ہے۔ لیکن اپنے بھگتوں کی رکھشا اور دشٹوں کا سنگھار کرنے کے لئے اپنی مایا کے دوارہ کئی روپ دھارن کر لیتا ہے۔ جب وہ منش کے روپ میں رام اور کرشن وغیرہ کا سوانگ دھار کر آتا ہے، تو اُس کے خاص الخاص بھگت ہی اُس کو پہچانتے ہیں۔ عام سادھارن لوگ اُس کو اپنی طرح ایک منش ہی سمجھتے ہیں۔ جیسا کہ گیتا کے شلوک سے ظاہر ہے۔ (ادھیائے ۹ شلوک ۱۱)

प्रवजानन्ति मां मूढ़ा मानुषीं तनु माश्रितम् ।
परं भावमजानन्तो मम भूत महेश्वरम् ॥ ११ ॥

ارتھ: میرے پرم بھاو کو نہ جاننے والے موڑھ لوگ منش کا شریر دھارن کرنے والے مجھ سمپورن بھوتوں کے مہان ایشور کو تچھ سمجھتے ہیں۔ ارتھات اپنی یوگ مایا سے سنسار کے اُدھار کے لئے منش روپ میں وچرتے ہوئے مجھ پرمیشور کو سادھارن منش مانتے ہیں۔ —— پرماتما کے بھگت ایک تو راضی برضا۔ یعنی پرماتما کی مرضی کے ساتھ چلنے والے ہوتے ہیں۔ "تیرا بھانا میٹھا لاگے" کے مصداق ہر حال میں خوش رہتے اور تکلیفات کو خندہ پیشانی سے برداشت کرتے ہیں لیکن پرماتما سے التجا یا پرارتھنا نہیں کرتے کہ وہ اُن کی مشکل کو رفع کرے۔

اتہاس بتاتا ہے کہ گورو ارجن دیو جی کو بے حد اذیتیں دی گئیں۔ اُن کے شریر پر گرم گرم ریت ڈالی گئی۔ تمام جسم پر آبلے (پھنسیاں) ہو گئیں۔ پھر اُن کو اُبلتے پانی میں ڈالا گیا۔ لیکن انہوں نے اُف تک نہ کی۔ وہ یہی کہتے رہے۔

"تیرا بھانا میٹھا لاگے"

وہ ایشور کے اننیہ بھگت، پورن برہم گیانی، اور پورن یوگی، ردھی سدھیوں کے مالک تھے، وہ اپنے شراپ (بد دعا) سے اپنے دشمنوں کو فنا کر سکتے تھے۔ اُن کے پرم مِتر حضرت میاں میر اُن کے پاس پہنچے، اور فرمایا کہ اے پیر مرشد! مجھے اجازت دو، کہ میں ان ظالم حاکموں اور لاہور کے شہر کو نیست و نابود کر دوں۔

لیکن گورو جی نے فرمایا۔ "کہ خدا کی مرضی کے خلاف فقیر کو کوئی کام کرنا مناسب نہیں۔ چونکہ خدا کی یہی مرضی ہے۔ اس لئے اے ولی اللہ آپ کوئی ایسا قدم نہ اٹھائیں۔

اسی طرح گورو تیغ بہادر جی کو اورنگ زیب نے لال قلعہ دلی کے سامنے قید کر کے بہت تکلیفات دیں لیکن انہوں نے بھی "تیرا بھانا میٹھا لاگے" کے مصداق تمام ظلم و ستم برداشت کئے۔ حضرت یسوع مسیح کو سُولی پر چڑھایا گیا۔ لیکن انہوں نے بھی کسی کو شراپ (بد دعا) نہیں دی۔ حالانکہ اُن میں کئی پرکار کی ردھیاں اور سدھیاں موجود تھیں، وہ چاہتے تو سب کو بھسم کر دیتے۔ ایسے ہی حضرت منصور، شمس تبریز وغیرہ بھی جاہل لوگوں کے اتیاچاروں کا شکار بنے۔ انہوں نے بھی کسی کو برا بھلا نہیں کہا۔ ایسے خدا پرست ولی پیر پیغمبر، رشی منی اور انیک ایشور کے بھگت تکلیفات کو خوشی خوشی سہن کرتے ہیں۔ لیکن نہ ہی اپنی آتمک شکتی کا استعمال کر کے دکھوں سے رہائی اختیار کرتے ہیں۔ اور نہ ہی ایشور سے پرارتھنا کرتے ہیں کہ وہ اُن کی رکھشا کرے۔

وجہ یہ کہ اِن کو تمام سنسار ایشور رُوپ ہی نظر آتا ہے۔ اور یہ سمجھتے ہیں کہ جو کچھ ہو رہا ہے۔ ایشور کی مرضی سے ہی ہو رہا ہے۔ اور سنسار کی بہتری ہی اِس میں مضمر ہے۔ اِس قسم کے مہاپُرش گیانی بھگتوں میں شمار کیئے جاتے ہیں۔ مہاتما گاندھی، سوامی دیانند وغیرہ جن کا آپ نے ذکر کیا ہے۔ یہ گیانی بھگت تھے اور کرم یوگی تھے۔ یہ سنسار کا اُدھار کرنے کے لئے آئے تھے۔ اِس لئے اُنہوں نے اپنے شریر کو بلیدان کر دیا۔ جب تک کسی مہاپُرش کی قُربانی نہ ہو۔ لوگوں میں جاگرتی نہیں آتی۔ اِسلئے ایسے مہاپرش ایشور سے یہی مانگتے ہیں کہ **"ایشور تیری اِچھا پُورن ہو"**۔ سوامی دیانند جی کے آخری الفاظ یہی تھے۔ اور مہاتما گاندھی نے آخری سواس رام۔ رام کہتے ہوئے چھوڑے۔

گیانی بھگتوں کے علاوہ دُوسری قسم کے جو بھگت ہیں۔ اُن کو آرت بھگت کہا جاتا ہے۔ جو کہ اپنی مشکل کو دُور کرنے کے لئے پرماتما کو یاد کرتے ہیں، اور پرماتما اُن کی رکھشا کے لئے کسی نہ کسی رُوپ میں درشن دے کر اُن کی رکھشا کرتا ہے۔ جیسا کہ دروپدی، بھگت پرہلاد، دھرُو بھگت، میراں بائی وغیرہ وغیرہ۔

بھگوان نے گیتا میں فرمایا ہے۔ کہ میرے بھگت چار پرکار کے ہیں۔

चतुर्विधा भजन्ते मां जनाः सुकृतिनोऽर्जुन ।
आर्तो जिज्ञासुरर्थार्थी ज्ञानी च भरतर्षभ ॥ गीता - ७/१६

۱۔ اُتّم کرم کرنے والے سنسارک پدارتھوں کے لئے میرا بھجن کرنے والے۔
۲۔ آرت۔ سنکٹ دُور کرنے کے لئے میرا بھجن کرنے والے۔
۳۔ جگیاسو۔ اُتم گیان کو پراپت کرنے کے لئے میری ارادھنا کرنے والے۔
۴۔ گیان وان۔ اپنی خودی مٹا کر سب سنسار کو میرا ہی رُوپ دیکھنے والے۔

समोऽहं सर्वभूतेषु न मे द्वेष्योऽस्ति न प्रियः ।
ये भजन्ति तु मां भक्त्या मयि ते तेषु चाप्यहम् ॥ ९/२९

بھگوان فرماتے ہیں، کہ مَیں سب بھُوت پرانیوں میں سم بھاو سے ویاپک ہُوں۔ نہ کوئی میرا دُشمن ہے نہ سجّن۔ جو بھگت مجھ کو پریم سے بھجتے ہیں، وہ مجھ میں ہیں، اور مَیں اُن میں پرتکھش پرگٹ ہُوں۔ ا جیسے اگنی سادھن کرنے سے پرگٹ ہوتا ہے۔ اِسی طرح پرمیشور اننیہ بھگتی سے پرگٹ ہوتا ہے۔

بھگوان اکرتا، ابھوگتا، راگ دویش سے رہت۔ خود تو کچھ بھی نہیں کرتے۔ اُن کی مایا ہی سب سنسار کے کاریہ کرتی ہے۔ وہ نہ کسی کو سُکھ دیتے ہیں، اور نہ دُکھ۔ دُشٹ لوگ جب بھگوان کے بھگتوں کو تنگ کرتے ہیں، تو بھگتوں کی پُکار کو سُن کر بھگوان اپنی مایا دوارہ اُن کی رکھشا کرتے ہیں۔ خواہ وہ اِنسانی صُورت میں رام اور کرشن بنکر پرگٹ ہوں۔ خواہ کسی اور رُوپ میں۔ سچ پُوچھو، تو بھگتوں کی اپنی شکتی ہی بھگوان کا رُوپ دھار لیتی ہے۔

● مہرشی اروِند و گھوش کو بھگوان کے درشن ●

مَوجودہ زمانہ کے مہان یوگی اروِند و گھوش جی اپنے رُوحانی تجربات بیان کرتے ہُوئے لکھتے ہیں:۔

"تحریک آزادی میں مَیں بڑی سرگرمی سے رہنمائی کر رہا تھا۔ اِس لئے انگریز گورنمنٹ نے مجھ پر جھوٹا الزام لگا کر علی پور بم کیس میں دُوسرے ملزمان کے ساتھ مجھے بھی گرفتار کر کے جیل میں بھیج دیا۔ جہاں پورے بارہ مہینے رہا۔ جیل میں میرے ساتھ بہت سختی شروع ہُوئی۔ مجھے سمجھ میں نہ آتا تھا۔ کہ مجھ بے قصور کو گرفتار کر کے کیوں اس نرک میں ڈال دیا گیا۔ بھگوان نے میری رکھشا نہیں کی۔ مَیں تو بھگوان کا ہی کام کر رہا تھا۔ بھگوت شکتی کا ہی آلہ کار تھا۔ بار بار مَیں بھگوان سے پرارتھنا کر کے جواب مانگتا۔ لیکن دن گزرتے گئے۔ اور کوئی جواب نہ ملا۔ آخر ایک روز بھگوان نے کرپا کی۔ اور اُن کی آواز مجھے اِس طرح سُنائی دی:-

"مَیں نے تجھے کہا تھا کہ بیرُونی کام بند کر کے ایکانت واس کر، اور انتر مکھ ہو کر دھیان کر، تاکہ اپنے اندر میرے ساتھ گہرا ملاپ حاصل کر سکے۔ لیکن تم نے میری بات نہیں مانی۔ تجھے یہ ابھیمان ہو گیا کہ تیرے بغیر تحریک آزادی نہیں چل سکے گی۔ لیکن مَیں نے تجھے کسی اور بات کے لئے تیار کرنا ہے۔ جن بندھنوں کو تو اپنی کمزوری کے باعث نہ توڑ سکا، وہ مَیں نے توڑ دیئے ہیں، اور مَیں تجھے یہاں لایا ہُوں۔ کیونکہ مَیں نے تجھے جو سکھانا ہے اور جو تم نے خود سیکھنا ہے اور انُوبھو کرنا ہے۔ اُس کے لئے یہی موزوں جگہ ہے۔"

اِس کے بعد اُنہوں نے میرے پاس بھگوت گیتا بھجوا دی۔ جس کا سوادھیائے مَیں نے بڑے غور سے شروع کیا۔ بھگوان کی شکتی میرے اندر پرویش کر گئی۔ بھگوت گیتا کی تعلیم میرے انتہ کرن کے کونے کونے میں گھر کر گئی اور مَیں نے انُوبھو کیا کہ بھگوان نے خود ہی ویدک دھرم کی مرکزی سچائی کا انُوبھو مجھے کرانا شروع کیا، اور ہر روز بھگوان سے نئی نئی باتیں گرہن کرنے اور نئے تجربے حاصل کرنے میں ہی میرا وقت گزرتا گیا۔

آخر ایک دن ایک بالکل نئی اور اہم بات ظہور میں آئی۔ جو مجھ پر بھگوان کی خاص الخاص کرپا کا پھل تھا۔

"جیل کے انگریز افسر کو میری حالت پر کچھ ترس آیا اور اُس نے مجھے صبح و شام آدھ گھنٹہ کے لئے کوٹھڑی سے باہر نکل کر جیل کے احاطہ میں گھُومنے کی اجازت دے دی۔ جونہی مَیں کوٹھڑی کے دروازہ سے باہر نکلا، تو یکایک مَیں نے اپنے اندر ایک خاص قسم کا پرکاش انُوبھو کیا۔ اور جب سامنے کے درخت کے نیچے کھڑا ہُوا۔ تو درخت کی جگہ بھگوان کو مجھ پر سایہ کرتے ہُوئے پایا۔ پیچھے مُڑ کر سنتریوں کو دیکھا، تو اُن کی جگہ بھی بھگوان کرشن ہی پہرہ دیتے نظر آئے۔ جب جیل کے چاروں طرف نظر ڈالی۔ تو ہر طرف واسدیو کو ہی دیکھا۔ آگے بڑھ کر اخلاقی مجرموں کو جن میں چور، ڈاکو وغیرہ شامل تھے۔ دیکھا تو اُن کی جگہ بھی بھگوان کرشن ہی کام کرتے دکھائی دیئے۔ اور جب واپس آ کر اپنی کوٹھڑی میں کمبل بچھا کر لیٹ گیا، تو مَیں نے محسوس کیا، کہ میرے پریتم اور پران پیارے بھگوان کرشن ہی اپنے پریم بھرے بازوؤں میں لپٹے ہُوئے ہیں۔ میرے آنند اور مستی کا ٹھکانہ نہ تھا۔ اِس طرح مجھے سب میں بھگوان کرشن کے درشن کا انُوبھو ہُوا۔

"چند روز کے بعد مقدمہ چھوٹی عدالت میں پیش ہُوا، اور مَیں چنتا میں تھا کہ دیکھو! کیا فیصلہ ہوتا

ہے؟ مَیں عدالت کے کونہ میں بیٹھ گیا۔ اُس وقت بھگوان نے مجھے کہا:۔

"کہ جب تجھے جیل میں لایا گیا تو تیرا دل بیٹھ رہا تھا، تیرا حوصلہ پست ہو رہا تھا، اور تُو بار بار پکار کر مجھ سے پوچھتا تھا کہ —— تیری رکھشا کہاں گئی؟" اب تجھے دکھاتا ہوں۔ ذرا نظر اُٹھا کر مجسٹریٹ اور سرکاری وکیل کی طرف دیکھو۔"

مَیں نے نظر اُٹھا کر دیکھا کہ مجسٹریٹ کی جگہ اس کرسی پر بھگوان کرشن بیٹھے ہیں۔ سرکاری وکیل کی طرف دیکھا کہ وہاں میرے پریتم شری کرشن مسکرا رہے ہیں۔

بھگوان پھر بولے۔ کیا اب بھی تو ڈرتا ہے؟ کیا تو نہیں دیکھتا۔ کہ مَیں ہی سب انسانوں کے اندر بیٹھا ہوں۔ یہ مقدمہ میرے کام کا صرف ایک ذریعہ ہے اور کچھ نہیں۔

بھگوان نے پھر فرمایا:۔

۱۔ قید خانہ سے تمہیں جلد ہی رہائی ملے گی۔ اس کے بعد تم ہندو جاتی کو اُٹھانے کی کوشش کرنا۔ یہ میرا پہلا کام سمجھنا۔

۲۔ بھارت کے او ناشی سناتن دھرم کو اونچا اُٹھانا، دھرم کے لئے اور صرف دھرم سے ہی بھارت کی ہستی ہے۔ یہ سناتن ویدک دھرم صرف بھارت کے لئے مخصوص نہیں بلکہ تمام سنسار کے لئے ہے۔ اس سناتن ویدک دھرم میں بتائے ہوئے سچے گیان کا پرکاش اور پرچار کرنا۔

● جگت گورو سوامی شنکر آچاریہ جی کی رکھشا ●

جگت گورو شری شنکر آچاریہ جی کے پاس ایک بار ایک تانترک آیا۔ اور اُس نے کہا کہ میری سادھنا کی پُورتی کے لئے کسی سمراٹ کا سر چاہیئے یا کسی برھم گیانی کا۔ چونکہ مجھے سمراٹ کا سر تو مل نہیں سکتا۔ آپ برھم گیانی ہیں۔ شریر کا آپ کو موہ نہیں، آپ اپنا سر دینے کی کرپا کریں تو میری سادھنا سدھ ہو جائے گی۔

شری شنکر آچاریہ جی نے کہا کہ اچھا! مَیں سمادھی میں بیٹھتا ہوں، تم میرا سر کاٹ کر چپ چاپ لے جانا۔ کسی کو پتہ لگ گیا تو وہ تمہیں کشٹ دے گا۔

جگت گورو سمادھی میں بیٹھ گئے۔ اُن کے شِشیہ شری پدم پاد آچاریہ جی بھگوان نرسنگھ کے آرادھک تھے، اور اُس سمے وہ آسن پر دھیان کرنے بیٹھے تھے۔ اُنہیں بھگوان نرسنگھ کا آدیش آگیا، اور وہ جھٹ اپنے گورو کے پاس پہنچے اور نرسنگھ بھگوان کے آدیش میں انھوں نے اُس تانترک کو پکڑ کر پھاڑ ڈالا اور اپنے گورو کی جان بچائی۔

● سوامی رام کو بھگوان کرشن کے درشن

پُورنماشی کی رات تھی۔ سوامی رام تیرتھ رشی کیش سے پانچ میل آگے برھم پُوری کے جنگل میں

شری گنگا جی کے کنارے ایک پتھر پر بیٹھے ہوئے اپنے پریتم بھگوان کرشن کے پریم میں مست تھے۔ اسی اوستھا میں انہوں نے اپنے سامنے ایک ویکتی کو بیٹھے پایا، اور پوچھا کہ تم کون ہو؟ جواب ملا کہ جس کو تم یاد کر رہے ہو۔ سوامی رام نے کہا کہ میں تو کرشن کو یاد کر رہا ہوں۔ جواب ملا۔ کہ "میں کرشن ہی ہوں"۔ سوامی رام بولے۔ کہ کرشن تو پیتامبر اور مکٹ دھاری ہے۔ مگر تم ......؟ تو جواب ملا کہ نظر اٹھا کر دیکھو۔ سوامی رام نے نظر اٹھا کر دیکھا تو سر پر مکٹ۔ پیتامبر دھاری مرلی منوہر بھگوان کرشن براجمان ہیں۔

• ایک مہاتما کی جیون گاتھا •

مہاتما بہت اونچے درجہ کے ودوان تھے۔ مگر ان کو کوڑھ کا بھیانک روگ تھا۔ مہاتما جی کے بہت سے شِشیہ تھے۔ ایک دن مہاتما جی کو بہت تکلیف اور کشٹ میں دیکھ کر ان کے ایک اننیہ بھگت ڈاکٹر نے بھرے دل سے ہاتھ باندھ کر درخواست کی۔ کہ "مہاتما جی! ایسا کہنے کو تو دل نہیں چاہتا۔ مگر آپ کے دُکھ اور کشٹ کو دیکھ کر رہا بھی نہیں جاتا۔ اگر آپ آگیا دیں، تو میں کوئی ایسا انجکشن کر دوں۔ جس سے جیون سماپت ہو جاوے، اور آپ کے اس دُکھ تکلیف اور کشٹ کا خاتمہ ہو جاوے۔

مہاتما جی نے جواب دیا —— ڈاکٹر صاحب۔ یہ شریر اپنے پہلے جنموں کے پاپ کرموں کا پھل بھوگ رہا ہے میں کرم پھل کو خوشی خوشی بھوگ رہا ہوں۔ اسی جنم میں یہ قرض اُتر جاوے۔ تو بہتر ہے۔ ورنہ اگلے جنم میں بھی کرم پھل بھوگے بغیر مُکتی نہیں ہوگی۔

اسی طرح ہردوار تو اسی ایک اور مہاتما کی آتمک شکتی (WILL PAWER) دیکھی گئی۔ یہ بڑے ورکت مہاتما ہیں۔ صرف ایک وقت بھکشا مانگ کر شریر نرواہ کرتے ہیں۔ تمام دن ایکانت جنگل میں چلے جاتے ہیں، اور رات کے ۱۱ بجے جب سب سو جاتے ہیں، تو اپنی کُٹیا میں آ جاتے ہیں۔ اپنے من اور اندریوں پر پورا کنٹرول ہے۔ دودھ، چائے، پھل، مٹھائی وغیرہ وغیرہ کسی چیز کا استعمال نہیں کرتے۔ پیسہ کو ہاتھ تک نہیں لگاتے۔ ان کو کئی سال ریح کی دردیں رہیں۔ لیکن انہوں نے کوئی علاج نہیں کیا۔ دو سال ہوئے۔ ان کو ہرنیا کی تکلیف ہو گئی۔ چلنے پھرنے میں بھی دقت ہو گئی۔ ناڑی سوجھ گئی۔ ان کے پریمیوں نے ان کو نئی دلی کے میڈیکل انسٹی ٹیوٹ میں علاج کرانے کا مشورہ دیا، اور ٹیکسی میں ساتھ چلنے کے لئے بھی پرارتھنا کی۔ لیکن انہوں نے تمام پریمیوں کی درخواست کو ٹھکرا دیا، اور اس بے حد تکلیف کو برداشت کیا۔ نہ کوئی دوائی کھائی اور نہ ایشور سے اس دُکھ سے رہائی پانے کے لئے آرادھنا ہی کی۔ اتنا زبردست ہٹھ دیکھ کر آخر قدرت کو ہی ان کے آگے سر جھکانا پڑا۔ اور آج ہم دیکھتے ہیں کہ وہ بالکل تندرست ہیں۔ برِدھ اوستھا ہے۔ لیکن چہرا تیجسوی ہے۔ پرماتما کو ہر وقت اپنے انگ سنگ دیکھتے ہیں، بلکہ ان سے

باتیں کرتے اور صلاح مشورہ تک لیتے ہیں، وہ پُورن گیان وان، یوگی ہوتے ہُوئے بھی بھگوان کرشن کو اپنا اِشٹ دیو مانتے ہیں۔ وہ عام دُنیا داروں اور بڑے بڑے شہروں کے واُیو منڈل سے دُور رہتے ہیں۔ اُن کو گنگا جی کا کنارہ بہت پسند ہے۔ وہ گنگا جی کو پرتکھش دیوتا سمجھتے ہیں، اور حتے الوسع گنگا جل کا ہی اِستعمال کرتے ہیں۔ اور بھکھشا مانگ کر کھاتے ہیں۔

سنت ہردے

۱۹۴۰ء کی گھٹنا ہے۔ مہاتما گاندھی کے سیوا گرام میں "پرچرشے" نام کا ایک شاستری وِدوان سنت رہتے تھے۔ اُن کو کُشٹ یعنی کوڑھ کا روگ تھا۔ مہاتما گاندھی اپنے ہاتھوں سے اُن کی سیوا کرتے، اُن کو مالش کرتے، اُن کے زخم دھوتے اور اُن کے اُوپر دوائی لگاتے۔ ایک دِن جب شاستری جی کو مہاتما جی مالش کر رہے تھے تو پنڈت سُندر لال جی وہاں موجود تھے۔ اُنہوں نے کہا۔ باپو! کوڑھ کی ایک اچھی دوا مَیں جانتا ہُوں۔ ایک زندہ کالے سانپ کو پکڑ کر اُسے ایک کوری ہانڈی میں رکھا جاوے اور ہانڈی کا مُنہ بند کر کے اُسے آگ پر رکھ کر خُوب تپایا جاوے۔ جب سانپ جل کر بھسم ہو جاوے۔ تو اِس بھسم کو شہد میں ملا کر شریر پر چُپڑ دیا جاوے، تو کوڑھ بالکل ناش ہو جاتا ہے۔

مہاتما گاندھی سُن کر مُسکرائے۔ پھر اُنہوں نے شاستری جی سے پُوچھا ــــ کیوں شاستری جی! اِس پریوگ کے لئے آپ تیار ہیں؟ اُس بیچارے سانپ کا کیا اپرادھ؟ جو مَیں اُسے جیتے جی جلانے کو تیار ہو جاؤں۔ پُوروجنم میں مَیں نے پاپ کیئے ہوں گے، دُوسروں کو سَتایا ہوگا، اب اُن کا پھل بھوگ رہا ہُوں۔ اور اگر اِس جنم میں بھی نردوشی پرانیوں کو ستاؤں گا، تو اگلے جنم میں نشچے ہی مجھے اُدھک دُکھ بھوگنا پڑیگا۔

بارہ بھگت

از شری گورو نانک دیو جی

(ماخوذ جنم ساکھی، اُردو)
صفحہ ۲۳۲

اَوّل بھگت کبیر ہے دُوجا راما نند
قائم جبتہ کبیر دا رہیا وِچ جہان
دُوآں کولوں اُگھڑا تھیا سکھ پروان
تیجا بھگت رَوداس ہے، چوتھا ہے نام دیو
آٹھواں بینی بھگت ہے۔ ناواں سدھنا کھتان
بھگت ترلوچن یارہواں۔ بارھواں بین چھپان
میراں بائی بھگتنی ہوئی بیسی نار
گورکھ، ابیشر، مچھندر، ناتھ، جڑبٹ، گوپی چند
دیکھو بھگت فرید ہے۔ شیخاں اندر شیخ
سب پہنے خود خدائے نال سب باتھ ایک پچھان
پایا کبیر مراتبہ گورو بل راما نند
نہ دُنیا نہ ساڑیا ہندو نہ مسلمان
سارے بارہ بھگت ہن میراں بائی اودھ پچھان
پیپلو نا ما پنجمے۔ ستواں ہے جے دیو
دسویں دھنا جٹ ہے جِن ٹھاکر لیا آن
سب بھگتاں سرگورو ہے راما نند پچھان
نانک آکھے پیر جی سب مذہب سردار
راجہ بھرتر امر سدھ ہے جِن اُتھر کیتا پنڈ
زہد کر تن سادھیا وس کیتو نفس وشیش
جگو جگنتر امر ہے گاون وید پران

خودی کا قید خانہ

مہاتما جیمز ایلن

محبت، دانائی، امن، آسودگی اور اطمینان قلب۔ وہ لوگ حاصل کر سکتے ہیں اور سمجھ سکتے ہیں۔ جو خودی کو چھوڑ دیتے ہیں۔ اور جو انکسار سے اُس تمام بات کے سمجھنے کے لئے آمادہ ہیں۔ جس میں ترک خودی شامل ہے۔ دُنیا میں کوئی مطلق العنان اور خود مختار طاقت نہیں ہے۔ اور تقدیر کی نہایت مضبوط بیڑیاں جن میں انسان جکڑے ہوئے ہیں۔ اُن کی اپنی ہی بنائی ہوئی ہیں۔ انسان اُس چیز کے بندھنوں میں پھنسے ہوئے ہیں، جو اُن کو تکلیف پہنچاتی ہے۔ اس لئے کہ وہ ایسا ہی چاہتے ہیں، اس لئے کہ وہ ان بندھنوں کو پسند کرتے ہیں۔ اس لئے کہ اُن کا خیال ہے کہ ہمارا تنگ و تاریک خودی کا قید خانہ عمدہ اور خوشنما ہے۔ اور اُن کو یہ اندیشہ ہے کہ اگر ہم اس قید خانہ کو چھوڑ دیں گے، تو ہمارا سارا اصلی اور قیمتی مال و متاع جاتا رہے گا۔ "تم خود ہی اپنی طرف سے تکلیفیں اُٹھاتے ہو۔ اور کوئی تم کو مجبور نہیں کرتا۔ کوئی شخص تمہیں پکڑتا نہیں۔ اس لئے کہ تم زندہ رہو، اور مر جاؤ۔" اور اندرونی طاقت جس نے زنجیروں کو بنایا اور اپنے گرد تنگ و تاریک قید خانہ تعمیر کیا۔ جب چاہے اور ارادہ کرے تو فوراً توڑ کر باہر نکل سکتی ہے اور رُوح ایسا کرتی ہے۔ جب اُسے اپنے قید خانہ کی بے وقری معلوم ہو جاتی ہے۔ اور جب مُدت تک تکلیف اُٹھا کر وہ لا انتہا نُور اور محبت کے استقبال کے لئے تیار ہو جاتی ہے۔

جیسے کہ سایہ جسم کے ساتھ ساتھ ہوتا ہے۔ اور دُھواں آگ کے پیچھے پیچھے چلتا ہے۔ اسی طرح علت یا سبب کے بعد معلول یا نتیجہ آتا ہے۔ اور انسان کو خیالات اور افعال کے بعد رنج و راحت پیش آتے ہیں۔ اس دُنیا میں ارد گرد کوئی ایسی بات نہیں۔ جس کا پوشیدہ یا ظاہرا سبب نہ ہو۔ اور سبب کار انصاف کے مطابق ہوتا ہے۔ انسان رنج کی فصل کاٹتے ہیں۔ اس لئے کہ انہوں نے قریب یا بعید کے زمانہ گذشتہ میں بدی کے بیج بوئے ہیں۔ . . . . اور انسان ہی نیکی کے بیج بونے سے خوشی کی فصل کاٹتے ہیں۔ ہر ایک شخص کو اس بات پر غور کرنا چاہیئے۔ اور اُسے سمجھنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اور پھر وہ صرف نیکی کے بیج بونے لگے گا۔ اور جو گھاس پات اُس نے پہلے زمانہ میں اپنے دل میں اُگنے دیا ہے۔ اب اُس سب کو جلا ڈالے گا۔

دُنیا بے غرضانہ محبت کو نہیں سمجھتی۔ کیونکہ وہ اپنی ہی عیش و عشرت کے حاصل کرنے میں لگی

لگی ہوئی ہے۔ اور فانی اغراض کی تنگ حدوں میں محدود ہے۔ اور جہالت کے باعث اپنی غلطی سے ان عیش و عشرت اور اغراض کو اصلی اور مستمرہ چیزیں سمجھ رہی ہے۔ جسم کی نفسانی شہوتوں میں گرفتار ہو کر اور رنج و الم سے حیل بغض کر وہ معرفت و حقیقی کے خالص و بے غل و غش حُسن کو نہیں دیکھتی۔ جب تک گمراہی اور مغالطہ کے دسترخوان پر قانع ہے۔ تب تک محبت عامہ کے قصر علوی کی دعوت سے محروم ہے۔

چونکہ لوگوں میں یہ عشق نہیں ہے اور نہ وہ اِسے سمجھتے ہیں۔ اِس لئے وہ بے شمار اصلاحیں تجویز کرتے ہیں۔ جن میں کسی قسم کی اندرونی نفس کشی شامل نہیں ہے۔ اور ہر ایک شخص یہ خیال کرتا ہے کہ میری اصلاح سے ہمیشہ کے لئے دُنیا نجات اور راستی کے راستہ پر آجائے گی، اور خود وہ اپنے دِل میں بدی کا بیج بو کر بدی پھیلا رہا ہے۔ در اصل اصلاح صرف اُس کو کہتے ہیں، جو اِنسان کے دِل یا باطن کی اصلاح کرے۔ کیونکہ تمام قسم کی بُرائیاں دِل ہی سے اُپجتی ہیں۔ اور جب تک کہ دُنیا خود غرضی اور تعصب کے جھگڑوں سے بری ہو کر عشق الٰہی کا سبق نہ سیکھے گی، تب تک اُس کو ست جگ کی برکت عامہ کہاں نصیب؟

لازم ہے کہ امیر غریبوں کو حقیر نہ سمجھیں اور غریب امیروں کو بُرا نہ کہیں۔ طامع اور حریص لوگ دینا اور خیرات کرنا سیکھیں، اور شہوت پرست، پاک طینت ہونا قبول کریں۔ مختلف فریق جھگڑا کرنے سے باز رہیں اور صُلح و آشتی کو اختیار کرنا اپنا فرض سمجھیں۔ اور تنگ دِل اور تنگ ظرف شخص عفو کا سبق سیکھیں۔ حاسد دُوسروں کی خوشی میں شریک ہونے کی کوشش کریں۔ اور بدگوئی کرنے والے اپنی کارروائی سے شرمندہ ہوں اور اپنی حرکت سے باز آئیں۔ اگر کل مرد و زن یہ طریق اختیار کر لیں، تو دیکھو ابھی ست جگ آجاتا ہے۔ پس جو شخص اپنے دِل اور باطن کو پاک و صاف کر لیتا ہے۔ وُہی دُنیا کا بڑے سے بڑا مربی اور خیر خواہ ہے۔

گو دُنیا ست جگ کی برکتوں سے محرُوم ہے اور مدت مدید تک محروم رہے گی، اور یہ ست جگ بے غرضانہ محبت کا حاصل کرنا ہے۔ لیکن تم اگر چاہو، تو اب ست جگ میں داخل ہو سکتے ہو۔ تمہیں صرف کرنا ہے کہ اپنی خود غرضانہ خودی کو ترک کر دو۔ اور تعصب، کینہ اور بدگوئی چھوڑ کر شرافت اور عفو سے بھرا ہُوا عشق اختیار کرو۔

جہاں کہیں کینہ، نفرت اور بدگوئی ہے۔ وہاں پر بے غرضانہ عشق نہیں رہتا۔ ایسا عشق صرف اس شخص کے دِل یا باطن میں جاگزین ہوتا ہے۔ جس نے تمام عیب جُوئی اور بدگوئی کو چھوڑ دیا ہے۔

تم کہتے ہو کہ "بھلا میں شرابی، ریاکاری، پاکھنڈی، خوشامدی اور قاتل سے کس طرح محبت کر سکتا ہُوں۔ یہ ضرور ہے کہ میں ایسے شخصوں سے نفرت کروں اور اُن کو بُرا کہوں"۔ یہ سچ ہے کہ تم ایسے لوگوں کو دِل سے پیار نہیں کر سکتے۔ لیکن جب تم یہ کہتے ہو، کہ ہمیں مجبوراً اُن سے نفرت کرنی پڑتی ہے، اور اُن کو بُرا کہنا پڑتا ہے۔ تمہارے اِس بیان سے یہ ثابت ہے کہ تُمہارا

ہیا دہر دے، کھل جائے اور تمہارے باطن میں غیبی روشنی داخل ہو جائے جس کی رُو سے تم اُن بواعث کا سلسلہ سمجھ سکو گے۔ جس سے اُن لوگوں کی یہ حالت ہوئی۔ اُن کی سخت مصیبتوں اور تکلیفوں میں ہمدردی کر سکو گے۔ اور آخر میں اُن کی اصلاح کرنے کی ٹھیک ٹھیک تجویز معلوم کر لو گے۔ ایسا علم حاصل کرنے کے بعد قطعی ممکن نہیں کہ تم ایسے لوگوں سے نفرت کرو یا اُن کو بُرا کہو۔ ہمیشہ تم اُن کو نہایت حلم اور رحم کی نظر سے دیکھو گے۔

اگر تم لوگوں سے محبت کرتے ہو اور اُن کا ذکر تعریف کے ساتھ کرتے ہو۔ مگر جب وہ تمہاری مخالفت کرنے لگیں یا کوئی ایسا کام کریں جو تمہیں پسند نہیں اور پھر تم اُن سے نفرت کرنے لگو، اور اُن کا ذکر بُرائی کے ساتھ کرو، تو معلوم ہُوا کہ تم عشق الٰہی کی ہدایت پر نہیں چلتے۔ علاوہ ازیں اگر تم اپنے دل میں دُوسروں کو ہمیشہ بُرا کہتے ہو، اور اُن پر اتہام لگاتے ہو، تب بھی بے غرضانہ محبت تم میں نہیں ہے۔

جس شخص کو یہ معلوم ہے کہ محبت تمام چیزوں کے دِل یا باطن میں مرکوز ہے، اور جس نے اُس محبت کی کافی و وافی طاقت کو محسوس کر لیا ہے۔ اُس کے دِل میں دُوسروں کی بدگوئی اور عیب جوئی کے لیئے کوئی گنجائش ہی نہیں رہتی۔ جیسا کہ شیخ سعدی صاحب فرماتے ہیں۔

مرا شیخ دانائے روشن شہاب　　دو اندرز فرمود بر روئے آب
یکے آنکہ در نویش خود بیں مباش　　وگر آنکہ بر غیر بد بیں مباش

جن لوگوں کو اس عشق کی خبر نہیں۔ افسوس وہی لوگ اپنے ہم جنسوں پر فتوے لگانے اور اُن پر پھانسی کا حکم دینے بیٹھ جاتے ہیں۔ اور اُس وقت یہ اُنہیں یاد نہیں رہتا کہ ایک ابدی منصف اور حقیقی منتقم بھی ہے۔ اور جس قدر لوگوں کی رائے اُن کی اپنی رایوں۔ اُن کی خاص اصلاحوں اور طریقوں سے مختلف ہوتی ہے۔ یا انحراف کرتی ہے۔ اِسی قدر وہ ان کو مجذوب، ڈانواں ڈول، ضعیف العقل، ریاکار اور بے ایمان قرار دیتے ہیں۔ اور جس قدر اور لوگ اُن کے معیار کو تسلیم کرتے جاتے ہیں، اُسی قدر وہ اُن کی تعریف کرتے ہیں۔ یہ ایسے لوگ ہیں، جو خودی یا خود پرستی میں غرق ہیں۔ لیکن جس شخص کا دِل اعلےٰ محبت میں محو ہے۔ وہ شخص لوگوں کو اِس طرح بدنام نہیں کرتا۔ اور نہ وہ اُن کی یہ تفریق کرتا ہے۔ نہ وہ لوگوں کو اپنی خاص رایوں پر لانا چاہتا ہے، اور نہ وہ ان کو اپنے طریقوں کی فضیلت کا معترف بنانا چاہتا ہے۔ قانون محبت کی ماہیت سے واقف ہو کر وہ اُس کے مطابق زندگی بسر کرتا ہے۔ اور اس پر عمل کرتا ہے۔ اور سب لوگوں کے ساتھ وہی دلی اطمینان اور آسودگی اور خوش طبعی ظاہر کرتا ہے۔ نیک و بد، دانا و بے وقوف، عالم و جاہل، خود غرض و بے غرض

سب لوگ یکساں طور پر اُس کے اطمینان قلب اور نیک خیال کی برکت حاصل کرتے ہیں۔

تم ضبطِ نفس میں لگاتار کوشش کرنے سے اور اپنی طبیعت پر فتح حاصل کرنے سے ہی اِس عظیم علم اور اِس عشق الٰہی کو حاصل کر سکتے ہو۔ جن شخصوں کا باطن پاک ہے۔ وہی خدا کو دیکھیں گے۔ کسی نے سچ کہا ہے۔ ساچے راچے رام۔ اور جب تمہارا باطن کافی طور سے پاک ہو جائے گا۔ تب تم از سرِ نو جنم لو گے، اور تمہارے اندر ایسی محبت پیدا ہو گی۔ جو لازوال اور غیر متغیر ہے اور جس کا انجام رنج و تکلیف نہیں ہے اور تم بالکل مطمئن اور خاطر جمع رہو گے۔

جو شخص عشق الٰہی کے حاصل کرنے میں کوشش کرتا ہے۔ وہ ہمیشہ بدگوئی اور عیب جوئی کی عادت پر غالب آنا چاہتا ہے۔ کیونکہ جہاں کہیں خالص رُوحانی علم ہے، وہاں بدگوئی رہ نہیں سکتی۔ اور جس شخص کے دِل میں یہ عشق کمالیت کے درجہ کو پہنچتا ہے اور وُہی دِل اُس کو بخوبی حاصل کر سکتا ہے۔

دیکھو عیسائی دہریے کو بُرا کہتا ہے، اور دہریا عیسائی کی ہجو کرتا ہے۔ ایک فرقہ کے لوگ دوسرے فرقہ کے لوگوں سے متواتر بحث مباحثہ کرتے رہتے ہیں، اور جہاں باہم امن اور محبت ہونی چاہیئے۔ وہاں پر سخت لڑائی اور کینہ پھیلا ہُوا ہے۔

"جو شخص اپنے بھائی سے نفرت کرتا ہے، وہ قاتل ہے"۔ گویا وہ خداوند تعالیٰ کی محبت بھری رُوح کو ایذا پہنچاتا ہے۔ اور جب تک کہ تم ہر ملت و مذہب کے لوگوں کو اور لا مذہب لوگوں کو مساوات کی نظر سے نہ دیکھو، اور کینہ اور تعصب سے بالکل پاک و صاف ہو کر اُن کو ایک نہ سمجھو، تب تک تم اُس عشق کے محتاج ہو، جو آزادی اور نجات کا باعث ہے۔

جس شخص کو علم الٰہی یا معرفت حقیقی اور بے غرضانہ محبت حاصل ہو جاتی ہے۔ اس کے اندر سے بدگوئی اور عیب جُوئی کا میلان جاتا رہتا ہے، اور ہر قسم کی بُرائی یا بدی دُور ہو جاتی ہے۔ جس میں سے صریح نظر آنے لگتا ہے کہ محبت، نیکی اور انصاف۔ عام۔ عظیم۔ عالمگیر اور لازوال ہیں۔

اپنے ذہن میں قومی، غیر متعصب اور شریفانہ خیالات پیدا کرو۔ اپنے دِل کو پاکیزگی اور ترحم کی تربیت دو۔ اپنی زبان کو خاموش رہنے اور سچی اور بے عیب گفتگو کرنے میں سدھاؤ۔ اس طرح سے تم پاکی اور امن کے راستہ میں داخل ہو گے، اور آخرش غیر فانی اور جاودانی محبت کو حاصل کر سکو گے۔ اِس طرح زندگی بسر کرنے سے لوگ خُود بخود تمہارے معتقد ہو جائیں گے۔ تمہیں اُن کو مُرید بنانے میں کوشش نہ کرنی پڑے گی۔ ایسی زندگی سے اور لوگ خُود بخود تلقین حاصل کریں گے۔ تمہیں اُن کے ساتھ بحث مباحثہ کرنے کی حاجت نہ ہو گی۔ لوگ خُود بخود اپنے دِلوں کو تمہارے تابع بنا دیں گے۔ اور تمہاری رائے یا خیالات سے مطابقت ظاہر کریں گے۔ تمہیں ان کے خیالات معلوم کرنے کی

کوشش نہیں کرنی پڑے گی۔ کیونکہ محبت ایک عالمگیر اور بڑی زبردست طاقت ور شے ہے۔ اور محبت کے خیالات افعال اور الفاظ ہرگز فنا اور نیست ونابود نہیں ہو سکتے۔

یہ جاننا کہ محبت عام اور عظیم ہے۔ اور ایک ایسی شے ہے۔ جس کے بعد اور کسی چیز کی ضرورت نہیں رہتی۔ بدی کے پھندوں سے آزاد ہونا۔ اندرونی بے چینی سے رہائی پانا۔ یہ جاننا کہ تمام لوگ معرفت حقیقی کے حاصل کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ گو ہر ایک اپنے اپنے جُداگانہ طریق پر کوشش کر رہا ہے۔ مطمئن، بے فکر اور سنجیدہ مزاج رہنا۔ یہی امن ہے۔ یہی خوشی ہے۔ یہی حیات جاودانی ہے۔ یہی ست جُگ لانے کا طریقہ ہے ؛

اہنکار

ایڈیٹر

کام، کرودھ، لوبھ، موہ اور اہنکار۔ یہی جیوؤں کے پرم شترو ہیں۔ ان پانچوں کو جنہوں نے جیت لیا۔ وُہی سب سے مہان سمجھا گیا۔ گو کام رُوپی شترو کا جیتنا سب سے بڑا مشکل ہے۔ جیسا کہ پورانک کتھاؤں سے ظاہر ہے، کہ برھما اور مہیش جیسے بلوان دیوتاؤں (جو کہ تمام سرشٹی کے بنانے اور مٹانے والے ہیں) کو بھی اس نے پراجے کرنے کی کوشش کی۔ تو عام سادھارن منشوں کی تو ہستی ہی کیا ہے۔ جس منش نے کام کو جیت لیا۔ سمجھ لیں کہ اُس نے تمام سنسار کو جیت لیا۔ بڑے بڑے تپسوی بھی اِس سے ہار مان گئے اور اِس کے بانوں سے گھائل ہو کر اپنی ہزاروں سالوں کی تپسیا کو بھنگ کر بیٹھے۔ اِسی طرح دُوسرے "کرودھ" رُوپی شترو کو جیتنا بھی کوئی آسان کام نہیں ہے۔ لوبھ اور موہ بھی کچھ کم طاقت ور نہیں ہیں۔ لیکن پانچویں شترو "اہنکار" کو تو اِن چاروں کا باپ ہی سمجھنا چاہیئے۔

اہنکار :- اگیان سے پیدا ہوتا ہے۔ جو منش اپنے ست چت آنند سروپ آتما کو بھول کر اِس پنچ بھوتک شریر کو ہی اپنا آپ سمجھ کر اپنی "محدود خودی" کے پاشس (بندھن) میں بندھ جاتا ہے۔ تو گویا یہ جنم مرن کے چکر میں پھنس کر اپنی آزادی کو کھو بیٹھتا ہے، اور یہ پرماتما کا انش ہوتے ہُوئے بھی اپنی ہی خودی کے کارن ایک تُچھ جیو کہلاتا ہے۔ چونکہ یہ جیو پرماتما کا ہی بتریا انش ہے۔ جیسا کہ بھگوان نے گیتا میں فرمایا ہے ـــــ "ممیویو انشو جیو لوکے جیو بھوتا سناتنا"

یعنی یہ جیو میرا انش ہے اور سناتن ہے جیسے پرماتما ست اور سناتن ہے۔ جیسا کہ گوربانی سے ظاہر ہے:۔ ——— "آدِ سچ جُگاد سچ، ہے بھی سچ ہوسی بھی سچ"

اُیسے ہی پرماتما کا انش یہ جیو بھی سناتن ہے۔ بلکہ انش۔ انشی بھاو بھی محض کہنے ماتر ہے۔ دراصل تو جیو اور ایشور میں کوئی بھید نہیں ہے۔ یہ دونوں ایک ہی ذات "برھم" کے دو نام ہیں۔ مایا کی اُپادھی سے اُس کا نام ایشور ہے، اور اگیان کی اپادھی کے کارن یہی اپنے آپ کو جیو سمجھ کر دُکھ سُکھ میں مُبتلا ہو رہا ہے۔ جیسے جل اور ترنگ میں کوئی بھید نہیں، جیسے مہا آکاش اور گھٹ آکاش میں کوئی بھید نہیں۔ اُیسے ہی برھم اور جیو میں کوئی بھید نہیں۔ وُہی برھم، سچدانند۔ جب اپنی مایا کو پھیلاتا ہے، تو جگت رُوپ ہو جاتا ہے۔ اور وُہی اپنے اگیان اور اپنی ہی "محدُود خودی" یعنی اہنکار کو دھارن کرتا ہے تو جیو بن جاتا ہے۔ گویا خودی اور اہنکار کے پیدا ہوتے ہی یہ اپنا ایشورتیو (بادشاہت) کھو کر لنگالنا کا جامہ پہن کر دَر دَر کی بھیک مانگتا پھرتا ہے۔ جیسا کہ ایک چکّر ورتی راجہ اپنے ہی خیال سے سوپن کی سرِشٹی رچ کر اپنے آپ کو بھکاری سمجھ کر خود ہی دُکھ پاتا ہے لیکن جس وقت وُہ جاگ اُٹھتا ہے، تو اپنے آپ کو جھالردار بچھونے پہ اپنے عالیشان محلوں میں جُوں کا توں لیٹا ہُوا پاتا ہے۔ جیسا کہ یوگ واشسٹ کی کتھاؤں سے ظاہر ہے۔

اِس لئے سب دُکھوں اور بیماریوں کا کارن ہماری یہ محدُود خودی ہی ہے۔ یعنی اپنے اصل سرُوپ۔ ست چت آنند اور پُورن کو بُھلا کر ہم اپنی خودی کو ناشوان، پانچ بھوتک، اپوتر اور چھین چھین میں تبدیل ہونے والے شریر کے ساتھ جوڑ دیتے ہیں۔ اِسی خودی کا دُوسرا نام "اہنکار" ہے۔

چونکہ یہ "جیو" پرماتما کا ہی انش (پُتر) ہے۔ اور پرماتما کو یہ ہرگز منظور نہیں کہ یہ ادھوگتی کو پراپت ہو۔ اس لئے پرماتما اس کے اہنکار کو برداشت نہیں کرتا۔ چنانچہ اِتہاس بتاتا ہے کہ جن لوگوں نے "اھنکار" کیا۔ وہ ختم ہو گئے۔ جیسا کہ گوربانی سے ظاہر ہے:۔

"اہنکار یا سو ماریا"۔ بڑے بڑے ہنکاریا نانک گرب گلے

ہرنیہ کشیپو، راون، کنس وغیرہ بڑے بڑے پرتاپی راجاؤں کو اِس اہنکار رُوپی شترو نے نیست و نابُود کر دیا۔

کسی جگیاسُو نے ایک مہاتما سے پرشن کیا کہ مہاراج! پرماتما کیا کھاتا ہے؟ تو اُنہوں نے جواب دیا کہ پرماتما سب کے اہنکار کو کھاتا ہے۔ جب یہ جیو پرماتما سے علیحدہ اپنی خودی قائم کرتا ہے۔ گویا اُس کا مُقابلہ کرتا ہے۔ تو پرماتما اس کو برداشت نہیں کر سکتا۔ اِسی لئے تو حضرت محمدؐ صاحب نے قرآن شریف میں فرمایا۔ "لا اِلہٰ اِل اللہ" کہ صِرف خُدا ہی خُدا ہے۔ خُدا کے سوائے (پرستش کرنے کے لائق) کوئی اور نہیں ہے۔ یعنی وُہی پرستش (یا قبول) کرنے کے لائق ہے۔ یہ تمام نام رُوپ دُنیا (بُت) پرستش کے قابل

نہیں ہے۔ کیونکہ یہ ناپائیدار اور دکھ روپ ہے۔

خدا کی صحیح پرستش تو یہ ہے کہ "اپنی محدودیت" کو ختم کرکے خدا میں مل جانا۔ دوسرے الفاظ میں اپنا اہنکار (خودی) خدا کی خودی میں حذف کر دینا۔

حضرت اقبال نے اپنے کلام میں فرمایا ہے

خودی کو کر بلند اتنا کہ ہر تقدیر سے پہلے!
خدا بندے سے خود پوچھے بتا تیری رضا کیا ہے

در اصل یہی سچی عبادت ہے کہ اپنے اہنکار کا ملیا میٹ کرکے پرماتما کے اہنکار "اہم برہم اسمی" اناالحق کا ہی ہر دم ورد کرے۔ اپنا اہنکار یعنی اپنی خودی کا نام و نشان مٹا کر "سمندر کی بوند سمندر میں مل جاوے۔ یہی نروان ہے، یہی مکتی ہے۔ اور یہی منش ماتر کا دھیہ (مقصد) ہے۔

اگر وید کے مہا واکیہ "اہم برہم اسمی" "اناالحق" کے کہنے میں یا قرآن شریف کے کلمۂ توحید "لا الٰہ اِلا اللہ" کے کہنے میں آپ کو جھجک محسوس ہوتی ہے۔ تو کم از کم اس کا تو ابھیاس کرو۔ کہ

مَیں یہ دیہہ (شریر) نہیں ہوں، بلکہ ست چت آنند سروپ آتما ہوں۔ میرا جنم مرن نہیں ہوتا، بلکہ اس شریر کے جنمنے اور مرنے کو دیکھنے والا۔ جنم، بالپن، جوانی بڑھاپا اور موت۔ یہ تو اس شریر کے دھرم ہیں۔ یہ شریر (جسم خاکی) تو تبدیلی پذیر ہے۔ لیکن مَیں تو اس کے ساتھ تبدیل نہیں ہوتا۔ مَیں تو اس کی تبدیلیوں کو دیکھنے والا ساکھشی ہوں۔ میری ستّا (روشنی) پاکر ہی تمام اندریاں، مَن اور بدھی روشن ہو رہے ہیں۔ یعنی اپنا کام کاج کر رہے ہیں۔ جب مَیں اپنی ستّا کھینچ لیتا ہوں تو یہ سب دِویہ شکتیاں مل ہین ہو جاتی ہیں۔ میرا دیہہ ابھیمان کرنا بلکہ یہ سمجھنا کہ میں دیہہ (شریر) ہوں۔ سب سے بڑا پاپ (گناہ عظیم) ہے۔ مَیں ایسا پاپ کیوں کروں۔ جب حضرت عیسےٰ نے فرمایا کہ "مَیں اور میرا باپ ایک ہیں۔ یعنی مَیں پرماتما کا ہی انش ہوں۔ پھر میرے میں اور پرماتما میں بھید کیا رہا۔

سورج کا عکس مختلف پانی کے برتنوں میں یا شیشوں میں پڑا۔ پھر پانی کے برتن اور شیشے ٹوٹ گئے، اور عکس جاتا رہا۔ لیکن سورج بھگوان تو ویسے کے ویسے ہی قائم دائم رہے۔ سورج کے عکس نے اپنے آپ کو سورج سے علیحدہ سمجھا اور ملیا میٹ ہو گیا۔ گویا جس نے اس ناشوان شریر (فانی جسم) کو اپنا آپ سمجھا۔ اور اپنی آتما کو بھلا دیا۔ تو گویا اس نے دکھوں اور مصیبتوں کا پہاڑ اپنے سر پر اٹھا لیا۔ شریر (جسم) کو اپنا آپ سمجھنا یہی سب سے بڑا اگنان ہے۔ اسی کا نام خودی اور اسی کو ہی سنسکرت میں اہنکار کہا جاتا ہے۔ اور یہی سب دکھوں (جنم مرن بڑھاپا وغیرہ)

کا مول ہے۔ اس اہنکار کو پرماتما کے اہنکار (اہم برہمم اسمی۔ انا الحق) میں ختم کر دیں۔ اور آسمانی بادشاہت کے حقدار بنیں۔ (آمین)

مَیں نہ بندہ نہ خدا تھا

(رام برشا)

مَیں نہ بندہ نہ خدا تھا مجھے معلوم نہ تھا
شکل حیرت ہوئی آئینۂ دل سے پیدا
آپ ہی آپ ہوں یاں طالب و مطلوب ہے کون
وجہ معلوم ہوئی تجھ سے نہ ملنے کی صنم

دونوں علت سے جدا تھا مجھے معلوم نہ تھا!
معنئے شان صفا تھا۔ مجھے معلوم نہ تھا
مَیں جو عاشق ہوں کہا تھا۔ مجھے معلوم نہ تھا
مَیں ہی خود پردہ بنا تھا مجھے معلوم نہ تھا

بعد مدت جو ہوا وصل کھلا رازِ وطن
حاصل حق مَیں سدا تھا۔ مجھے معلوم نہ تھا

تن تنہا آیا ہوں

(حضرت شمس تبریز)

مجھ کو دیکھو مَیں کیا ہوں۔ تن تنہا آیا ہوں
مجھ کو عاشق کہو، معشوق کہو، عشق کہو
مَیں ہی مسجود ملائک ہوں بہ شکل آدم
لامکاں اپنا مکاں ہے۔ سو تماشہ کیلئے
ہوں کبھی، ہاں بھی انا الحق، ہے یہ تو منزل اپنی

مطلع نور خدا ہوں۔ تن تنہا آیا ہوں
جا بجا جلوہ نما ہوں۔ تن تنہا آیا ہوں
مظہر خاص خدا ہوں۔ تن تنہا آیا ہوں
مَیں تو پردہ میں چھپا ہوں۔ تن تنہا آیا ہوں
شمس عرفاں کی ضیا ہوں۔ تن تنہا آیا ہوں

کس کو ڈھونڈوں، کیسے پاؤں، مَیں بتاؤں صاحب
آپ ہی آپ میں چھپا ہوں۔ تن تنہا آیا ہوں

کلام حضرت بلھے شاہ

بلھا! شوہ اساں تھیں وکھ نہیں۔ بن شوہ تھیں دوجا ککھ نہیں
پر ویکھن والی اکھ نہیں۔ تاہیں جان پئی دکھ سہندی اے — منہ آئی بات نہ رہندی اے

بڑا کون ہے؟ — جو اہنکار سے رہت ہے!

از قلم پنڈت ست پال جی بھاردواج

ہمارے شاستروں میں ذکر آتا ہے کہ ایک دفعہ سب رِشی مُنی اور سِدھ لوگ یہ فیصلہ کرنے کے لیئے اکٹھے ہوئے۔ کہ وشنوجی، برہما جی اور شوجی۔ اِن تینوں میں سب سے بڑا کون ہے۔ کافی لمبی چوڑی بحث کے بعد وہ اِس نتیجہ پر پہنچے کہ اِن تینوں میں جس کے اندر اہنکار نہ ہو۔ وہی سب سے بڑا ہے۔ چنانچہ کونسا دیوتا سب سے نمر سبھاؤ والا اور اہنکار سے رہت ہے۔ مہرشی بھرگو کی ڈیوٹی لگا دی گئی۔ جنہوں نے جیوتش کا مشہور گرنتھ بھرگو سنگھتا لکھا تھا۔ مہرشی بھرگو سب سے پہلے برہما جی کے پاس گئے، اور کہنے لگے۔ ارے بوڑھے تمہاری عقل کو کیا ہو گیا ہے۔ یہ سانپ بچھو اور دُوسرے زہریلے جانور کس لئے پیدا کر رہے ہو۔ برہما جی کو یہ سُن کر غصّہ آ گیا، اور اُنہوں نے کہا بھرگو جی۔ تم برہمن ہو، اِس لئے میں معاف کرتا ہوں، اگر کچھ اور کہا تو ابھی شاپ دے دُوں گا۔ اِس کے بعد بھرگو جی کیلاش پربت پر شو جی کے پاس گئے، اور کہنے لگے۔ دیکھو تو سہی کس طرح بگلہ بھگت بن کر بیٹھا ہے۔ جیسے کچھ کیا ہی نہیں، اور سب کی جان لینے پر تُلا ہُوا ہے۔ شو جی غصّہ میں آ کر کہنے لگے۔ ارے برہمن بھاگ جاؤ یہاں سے۔ میں برہمن کے ناطے تجھ کو معاف کرتا ہوں۔ نہیں تو تیسری آنکھ کھول کر تجھے ابھی بھسم کر دیتا۔ یہ سُن کر بھرگو جی کھیر ساگر میں بھگوان وشنو کو ملنے گئے، تو وہ آرام کر رہے تھے۔ بھرگو جی نے اُن کی چھاتی پر لات سے ٹھوکر مار کر کہا۔ ارے مُورکھ! برہمن تمہارے پاس آیا ہے۔ اور تم سو رہے ہو، اُٹھو اور برہمن کا ستکار کرو۔ بھگوان وشنو اُٹھ کر بھرگو جی کے پاؤں دبانے لگے، اور کہنے لگے۔ بھرگو جی مجھے معاف کرنا میں سو رہا تھا۔ میرا جسم تو بجر کا ہے۔ ٹھوکر مارنے سے آپ کے پاؤں کو چوٹ تو نہیں آئی۔ یہ دیکھ کر بھرگو جی بہت خوش ہو گئے اور اُنہوں نے واپس جا کر اپنی رپورٹ سب رِشی اور مُنی لوگوں کو دی، تو اِتفاق رائے سے یہ فیصلہ ہُوا کہ بھگوان وشنو سب سے بڑے ہیں، کیونکہ اُن میں اہنکار نام کو نہیں۔

اِس کہانی سے صاف پتہ چلتا ہے کہ خودی یا اہنکار ہی اِنسان کی سب سے بڑی بُرائی ہے۔ ایک مہاپُرش نے کہا ہے کہ اِنسان میں سے خودی نکل جائے تو وہ بھگوان بن جاتا ہے۔

یقیں کر تو عارف کہ تُو خود خدا ہے ۔۔۔ سمایا ہُوا ہے جو دونوں جہاں میں
خودی کو مٹا دے تو پھر تُو خدا ہے ۔۔۔ خُودی کا ہی پردہ ہے یہ درمیاں میں

اِسی طرح بھگوت گیتا کے اٹھارہویں ادھیائے کے ستارھویں شلوک میں بھگوان کرشن نے کھُلے لفظوں

ہیں کہا ہے کہ جو پُرش یہ اہنکار نہیں کرتا کہ سب کام وہ خود کر رہا ہے، وہ سب لوگوں کو نشٹ کرنے پر بھی کوئی پاپ نہیں کرتا اور نہ ہی وہ کسی بندھن میں پڑتا ہے ٭

بھارت درشن

از شری سانول شاہ

چترکوٹ کے گھاٹ پر بھئی سنتن کی بھیڑ

کوشش کرو کہ تمہاری زندگی میں کوئی دن ایسا نہ گزرے جس دن تم اپنے آپ کوئی بہتری پیدا نہ کر سکو

چترکوٹ کا مطلب ہے "عجیب پہاڑ" اور اسے دیکھنے کے بعد واقعی پورا یقین ہو جاتا ہے کہ عجیب جگہ ہے۔ چترکوٹ کوئی خاص جگہ یا شہر یا گاؤں نہیں ہے۔ یہ ایک علاقہ کا نام ہے، جو پانچ مربعہ میل کے رقبہ میں پھیلا ہوا ہے۔ علاقہ پہاڑی ہے۔ یہ پہاڑ بندھیاچل کی ایک شاخ ہے۔ پہاڑ بہت اونچے نہیں، مگر دشوار گزار اور عجیب وغریب ہیں۔ علاقہ گھنے جنگلوں اور خوفناک درندوں سے بھرا پڑا ہے۔ آج سے ہزاروں برس پہلے مہاراج شری رام، لکشمن اور سیتاجی نے ان پہاڑوں پر بن باس کے دن گزارے تھے۔ بھرت جی اسی جگہ آکر رام جی کو ملے تھے۔ انسوئیا جی نے اسی جگہ سیتاجی کو اپدیش دیا تھا۔ اور بھی کتنے تاریخی واقعات اس جگہ سے منسوب ہیں۔ اس لئے یہ تمام علاقہ مقدس کہلاتا ہے۔

ان پہاڑوں میں جگہ جگہ پر ندیاں بہتی ہیں۔ میٹھے پانی کے چشمے ہیں اور جگہ جگہ پر آبشاریں اپنی بہار دکھا رہی ہیں۔ جہاں یہ ایک حقیقت ہے کہ یہ پہاڑ واقعی عجیب وغریب ہیں۔ وہاں ساتھ ہی اس علاقہ میں قدرتی حسن و خوبصورتی بھرے مناظر بھی دیکھنے کو ملتے ہیں۔

آیئے چترکوٹ کی یاترا پر چلیں :-

کانپور سے کوئی ۹۵ میل کے فاصلے پر ایک شہر باندہ ہے۔ باندہ ضلع بھی ہے اور اسی ضلع میں چترکوٹ ہے۔ باندہ کے پاس ایک ندی بہتی ہے جس کا نام کین ہے۔ اسی ندی پر ایک مخصوص جگہ پر عجیب قسم کے پتھر پائے جاتے ہیں۔ ان پتھروں پر قدرتی طور پر پہاڑوں، آبشاروں، درختوں اور پرندوں کی تصویریں نہ جانے کب اور کیسے بن جاتی ہیں۔ جیسے کسی نے کیمرے کے ذریعے فوٹو اتاری ہو۔ ان میں سے میں نے کچھ پتھر دیکھے ہیں۔ ان میں اڑتے ہوئے پرندوں کی تصویریں تھیں۔ ایک پتھر میں نہایت

خوبصورت منظر بنا تھا۔ ندی تھی، گھاس تھا اور پھول تھے۔ ایسے جیسے کسی کلاکار نے پتھر پر نقش نگاری کردی ہو۔ اِن تصویروں میں جو رنگ تھے وہ بالکل قدرتی تھے۔

اِس علاقہ میں ایک اور قسم کے پتھر بھی ہوتے ہیں۔ اِن میں نامعلوم کیسے اور کیونکر پانی بھر جاتا ہے۔ پتھر سب طرف سے بند ہوتا ہے اور بلّور کی طرح چمکتا ہے اور اس میں پانی ہلتا ہُوا دکھائی دیتا ہے۔ ایسا عجیب پتھر دُنیا کے اور کسی علاقہ میں نہ تو دیکھا گیا ہے نہ سُنا گیا ہے۔ اِن پتھروں کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑوں کو بعض کاریگر تراش کر مختلف دیوی دیوتاؤں کی صُورتیں بنا دیتے ہیں اور یہ تصویر والے پتھر یورپ وغیرہ ملکوں میں جاکر کافی قیمت حاصل کرتے ہیں۔

چتر کوٹ جیسا کہ مَیں لکھ چکا ہُوں کسی شہر یا قصبہ کا نام نہیں۔ جس جگہ جاکر لوگ عموماً رہتے ہیں۔ وہ سیتا پور نام کا ایک قصبہ ہے۔ یہ ندی کے کنارے بسا ہُوا ہے۔ ندی کے پرلی طرف پہاڑ ہیں۔ اور دونوں کناروں پر عظیم الشان مندر ہیں۔ اِس ندی کا نام "مندا کنی گنگا" ہے۔ یہ گنگا، روایت ہے کہ بھگوان رام، اِس علاقہ کے لئے سوُرگ سے لائے تھے۔

ندی کا پانی بہت ٹھنڈا تو نہیں لیکن نرمل ایسا ہے، جیسے گنگا جل۔ لوگ اس میں اِشنان کرنا بہت پُنیہ کرموں کا پھل سمجھتے ہیں۔

کامتا ناتھ:-

ندی کے سیتا پور والے کنارے پر ایک پہاڑ ہے۔ جس کا گھیر اقریب پانچ میل ہے۔ پہاڑ کے چاروں طرف پختہ سڑک بنی ہُوئی ہے اور سڑک کے کنارے تین سو ساٹھ بڑے مندر ہیں۔

سیتا کُنڈ:-

سیتا پور سے کوئی چار میل کے فاصلہ پر ایک سُندر مقام ہے۔ جہاں مندا کنی گنگا ذرا وسیع ہو جاتی ہے۔ اِس ندی کے کنارے بائیں طرف ایک اُونچا پہاڑ ہے۔ جس میں جگہ جگہ پر گفائیں بنی ہیں۔ اِن گفاؤں میں سادھو لوگ رہتے ہیں۔ کہتے ہیں، اِسی جگہ ندی کے کنارے بنے جل کُنڈ میں سیتا جی نے اشنان کیا تھا۔ جل بہت نرمل ہے جگہ بہت سُندر ہے، اور یاتری کا دِل اسے دیکھ کر گد گد ہو جاتا ہے۔ اور ایسا محسُوس ہوتا ہے۔ جیسے یہاں اشنان کرنے سے واقعی جنم جنم کے پاپ دھل جائیں گے۔ اِس کُنڈ میں لا انتہا رنگوں اور نسلوں کی عجیب و غریب مچھلیاں ہیں۔ جنہیں پکڑنے کی اِجازت نہیں۔

پرمود بن:-

سیتا کُنڈ سے کوئی دو میل کے فاصلے پر "پرمود بن" ہے۔ یہاں پر آموں کے ہزاروں درخت ہیں۔ بلکہ یہ کہنا زیادہ موزوں ہوگا۔ کہ جنگل کا جنگل ہی آموں کے درختوں سے بھرا ہُوا ہے۔ موسم میں جب اِن درختوں پر آموں کے گچھے لٹک رہے ہوتے ہیں، تو عجیب نظارہ دیکھنے میں آتا ہے۔ آپ جس درخت

سے چاہیں، آم توڑ لیں، آپ کو کوئی روکنے گا نہیں۔ کہتے ہیں اِس سُہاؤنے جنگل میں بھگوان رام جی نے سیتا کا شنگار کیا تھا۔ انہیں پھولوں کے گہنے بنا کر پہنائے تھے۔ اِس جگہ آج کل اُداسی سادھوؤں کا ایک بہت بڑا مٹھ ہے۔ مٹھ کیا ہے، ایک اچھا خاصہ قلعہ ہے۔ اِس قلعہ کی حفاظت کے لئے ایک توپ بھی وہاں رکھی رہتی ہے۔ جو شاید کبھی بھی استعمال نہیں کی گئی۔

اِس مٹھ میں اُداسیوں کے علاوہ دُوسرے مَتوں کے سادھو بھی اجازت لے کر رہ سکتے ہیں۔

پھٹک شِلا :-

یہاں سے ایک میل کے فاصلہ پر لال لال ریتوں کے جنگل میں سے گزر کر "پھٹک شِلا" کے استھان پر پہنچتے ہیں۔ یہاں سنگ مرمر کی قسم کا ایک بڑا پتھر ندی کے کنارے پر پڑا ہے۔ ندی یہاں بہت وسیع ہے، اور جل بہت گہرا اور نیلا ہے۔ سامنے کی طرف گھنا جنگل ہے جس میں مور، سارس و دیگر رنگ برنگے خوبصورت پرندے اُڑان بھرتے بہت پیارے لگتے ہیں۔ ندی میں کہیں کہیں جھاڑیاں اُگی ہوئی ہیں۔ اُن پر ہزاروں سفید بگلوں نے اپنے گھونسلے بنا رکھے ہیں۔ یہ بگلے نیلگوں پانی میں جب اُڑان بھر کر مچھلیاں پکڑتے ہیں، تو عجیب دلکش منظر دکھائی دیتا ہے۔ انہیں جھاڑیوں میں کئی رنگوں کی نہایت خوبصورت چڑیاں بھی رہتی ہیں۔ اِس کے علاوہ ندی میں بڑے بڑے گھڑیال بھی رہتے ہیں۔ جب ہم وہاں پہنچے، تو دُوسرے کنارے کے قریب ۲ دو گھڑیال پانی میں تیر رہے تھے۔

قُدرت نے ندی کے کنارے خود رو پھولوں کی جھاڑیاں اور جا بجا پھولوں سے لدے ہُوئے درختوں کا ایک ایسا عجیب اور دلفریب منظر پیدا کر رکھا ہے کہ دیکھ کر عقل انسانی دنگ رہ جاتی ہے۔ اِس کے ساتھ ہی ایک اور دلکشی بھی طبیعت انسانی میں سُرور لافانی پیدا کرنے کا موجب بنتی ہے۔ اور وہ یہ کہ ندی کے کنارے اُڑ رہی کروڑوں تیتریاں یُوں فضا میں رقص کر رہی ہیں۔ گویا آکاش سے پھولوں کی پنکھڑیاں گر رہی ہوں۔

یہاں ندی کے ساتھ ساتھ پہاڑ میں بہت سی گہری گُفائیں بھی قُدرتی موجود ہیں۔ جن میں سادھو رہتے ہیں۔ اِن سادھوؤں میں مرد بھی ہیں اور عورتیں بھی۔ اِن میں سے بہت سے سادھو رات کو ندی کنارے پڑی پتھر کی شِلاؤں پر آکر بھجن بندگی کرتے ہیں۔ اُن سے معلوم ہُوا، کہ رات کو یہاں ندی پر ریچھ، چیتے اور بھیڑیے وغیرہ پانی پینے آتے ہیں، اور چُپ چاپ واپس چلے جاتے ہیں۔ اُن سادھوؤں کو جو ندی کنارے بھگتی میں لین ہوتے ہیں، وہ خونخوار جانور کچھ نہیں کہتے، نہ سادھوؤں کو اُن سے دُشمنی ہے نہ اُن کو سادھوؤں سے۔

عجیب جگہ چِتر کوٹ :-

ہاں تو جیسا میں لکھ چُکا ہُوں۔ سنگ مرمر جیسی ایک بڑی چٹان ندی کے کنارے پڑی ہے۔ اِس پر بھگوان رام اور سیتا بیٹھا کرتے تھے۔ لوگ اِس چٹان کی پرکرماں کرتے اور پھول چڑھاتے ہیں۔

گُپت گوداوری :-

یہ جگہ سیتا پور سے کوئی بارہ میل کی دُوری پر ہے۔ اور عجیب و حیرت ناک منظر ہے۔ یہاں پہاڑ کے

اندر ایک ندی نکلتی ہے اور پہاڑ کے اندر ہی اندر نہ جانے کہاں تک چلی گئی ہے۔ ایک بہت لمبی گُفا ہے۔ اس میں یہ ندی آگے چلی جا رہی ہے۔ ندی میں کہیں بھی پانی کمر سے زیادہ نہیں ہے۔ پانی بہت ٹھنڈا اور نرمل ہے۔ ہم لوگ ندی کی کھوج کرتے ہوئے پہاڑ کے اندر قریب فرلانگ تک مشعلیں جلا کر آگے گئے۔ لیکن سُرنگ آگے ہی جا رہی تھی۔ وہاں رہنے والے ایک سادھو نے بتایا کہ یہ سُرنگ اور یہ ندی زمین کے نیچے ہی نیچے چل کر قریباً ساٹھ آٹھ سو میل دُوری پر واقع تیرتھ استھان "ناسک" تک چلی گئی ہے۔ سُرنگ میں دو فرلانگ جانے کے باوجود ندی کا منبع معلوم نہ ہوا۔ یوں ایک آدمی آسانی سے کھڑا ہو کر سُرنگ میں چل سکتا ہے۔ پہاڑی گُفا کے اندر ہی اس گُپت ندی کے چلن سے جا بجا کُنڈ بنے ہوئے ہیں۔ نہانے کے لئے پتھر کھود کر سیڑھیاں اور بھجن کے لئے چبوترے بنے نظر آتے ہیں۔

اس پہاڑ کی ایک اور گُفا میں جو کہ دُوسری طرف جاتی ہے اور کافی لمبی و ہوادار ہے۔ میں ہم نے مشعل کی روشنی میں گُفا کے درمیان بڑے بڑے ہال اور چوگان جیسی جگہیں دیکھیں۔ گُفا میں آگے چل کر ایک پانی سے بھرا چشمہ موجود ہے۔ اس چشمے کا پانی آبشار کی شکل میں نیچے ایک کُنڈ میں گرتا ہے۔ کُنڈ چھوٹا ہے۔ چشمہ کا پانی ہر وقت اس کُنڈ میں گرتا رہتا ہے۔ لیکن عجیب بات ہے کہ پانی کبھی بھی کُنڈ کے کنارے سے باہر نہیں آتا۔ نہ جانے کہاں جذب ہو جاتا ہے۔

چترکوٹ کے سادھو:- چترکوٹ کے متعلق ایک مشہور دوہا ہے۔

چترکوٹ رہتے اُدھیکائی۔ کانٹا۔ بندر بابا۔ بائی

ہنومان دھارا:

یہ بھی بہت اچھی جگہ ہے۔ ایک بہت اونچے پہاڑ پر جہاں سینکڑوں مور ناچا کرتے ہیں۔ ۳۶۰ سیڑھیاں چڑھنے کے بعد آدمی ایک ٹھنڈے آبشار کے پاس پہنچتا ہے۔ اس کا نام ہنومان دھارا ہے۔ یہاں نہائیت خوبصورت مندر بھی بنا ہوا ہے۔ اس سے اوپر ایک اور اونچی جگہ پہ ایک باغیچہ نما سُہاؤنا جنگل ہے۔ جسے "سیتا وٹی" کہتے ہیں۔ کہتے ہیں۔ اس سیتا وٹی میں، سیتا جی نے رشیوں، منیوں اور ودوانوں کو بھوجن کرایا تھا۔

چترکوٹ ایک عجیب جگہ ہے۔ آپ اگر آج تک اس پوتر استھان پر نہیں جا سکتے، تو جیون لابھ کے لئے ضرور جاویں۔

رسالہ "اوم" دلّی کے سالنامہ "شانتی انک" جنوری 1978ء کی لکھائی چھپائی کا کام شروع ہو چکا ہے جس میں ایک کتھائیں ہوں گی

نرآکار بھگوان ساکار رُوپ میں

(از قلم شری ست پال جی بھاردواج بی اے ایل ایل بی)

اگر غور سے دیکھا جائے، تو بھگوان نرآکار بھی ہے اور ساکار بھی ہے۔ جس طرح لکڑی کے اندر اگنی ہر وقت موجود ہے۔ مگر ہم اُس کو دیکھ نہیں سکتے جب تک وہ باہر پرگٹ نہ ہو۔ اُسی طرح ہم بھگوان کو دیکھ نہیں سکتے۔ جب تک وہ کوئی خاص رُوپ نہ دھارن کرے۔ مگر بھگت کے بس ہو کر بھگوان کو ایسا کرنا ہی پڑتا ہے۔

بتا کس نے دیکھا ہے آنکھوں سے اُس کو — نہیں شکل کوئی بھی عارف خُدا کی
مگر بھگت کے دل میں ہو بھاؤ جیسا — وہ ویسے ہی دیدار دیتا ہے اُس کو

اِس سلسلے میں شاعر نے پھر کہا ہے۔

نرآکار گو برہم ہے پھر بھی درشن دے
جیسی جس کی بھاؤنا ویسا رُوپ دھرے

بھگوان کی کوئی خاص شکل نہیں۔ لوگ اپنے اپنے سُبھاؤ کے انوسار اُس کے سرُوپ کی کلپنا کر لیتے ہیں، اور اُسی سرُوپ میں اُس کی پُوجا کرنے میں مست رہتے ہیں۔ جب اُن کی شردھا پختہ ہو جاتی ہے تو بھگوان اُن کو اُسی رُوپ میں درشن دے دیتے ہیں۔ جو اُن کے من میں بسا ہُوا ہوتا ہے۔ کہتے ہیں۔ گوسائیں تُلسی داس ایک دفعہ برندابن گئے تو بھگوان کے درشن کرنے کے لئے برج بہاری جی کے مندر میں چلے گئے۔ وہ کچھ دیر تک بھگوان کرشن کی مُورتی کو ٹکٹکی لگا کر دیکھتے رہے، اور پھر اُن کے مُنہ سے یہ شبد نکل گئے۔

کیا کہوں چھبی آپ کی بھلے برلجے ناتھ
تلسی مستک تب نویں جو دھنش بان لو ہاتھ

چُونکہ اُن کی شردھا بھگوان رام میں تھی۔ اس لئے وہ اُسی رُوپ میں درشن کرنا چاہتے تھے۔ یُونہی اُن کے مُنہ سے یہ شبد نکلے۔ بھگوان کرشن کی مُورتی کے مُنہ سے بنسری غائب ہو گئی۔ اور اُس کی جگہ بھگوان کے ہاتھوں میں دھنش بان نظر آنے لگا۔ یہ ہے سچی بھاؤنا کا نتیجہ۔

دھرو بھگت، دھنا جٹ اور بھگت نام دیو کی کہانیاں تو آپ سب نے ضرور سُنی ہوں گی۔ اُن کی شردھا کو دیکھ کر بھگوان نے ان کو ساکشات درشن دیکر کرتارتھ کر دیا تھا۔ مگر پرم ہنس رام کرشن تو اسی زمانہ میں ہو گزرے ہیں۔ وہ شروع شروع میں بھگوتی کالی دیوی کے اُپاسک تھے، اور کلکتہ کے مشہور کالی مندر میں پجاری

کا کام کرتے تھے۔ انہوں نے خود لکھا ہے کہ بھگوتی کالی دیوی ساکار رُوپ دھارن کرکے اُن کا پرشاد گرہن کرتی تھی۔ اور ماں کی طرح اُن کو گود میں بٹھا کر پیار کرتی تھی۔ اِسی طرح بعد میں انہوں نے گورو گرنتھ صاحب کا پاٹھ کیا۔ تو اُن کو گورو نانک دیوجی کے رُوپ میں درشن ہوئے، قرآن شریف پڑھنے پر حضرت محمدؐ کی شکل میں درشن ہوئے۔ اور بائیبل کا پاٹھ کیا، تو حضرت یسوع مسیح نے اُن کو درشن دیئے۔

بھگوان کے نرِاکار اور ساکار رُوپ کے متعلق رام چرت مانس میں کہا گیا ہے۔

سگُنی ہی اگُن ہی نہیں کچھ بھیدا   گادھیں مُنی پران بُدھ ویدا
اگُن اروپ الکھ اج جوئی   بھگت پریم بس سگُن سو ہوئی
جوگُن رہت سگُن سو کیسے   جل ہم اُپل بلگ نہیں جیسے

ارتھ:۔ مُنی لوگ، پوران، گیانی اور وید سب کہتے ہیں کہ نرِاکار اور ساکار برہم میں کوئی بھید نہیں۔ جو نرگُن ہے، کوئی رُوپ نہیں رکھتا، دِکھائی نہیں دیتا اور اجنما ہے۔ بھگت کے پریم کے بس ہو کر وہی برہم شریر دھارن کر لیتا ہے۔ جو نرِاکار برہم ہے، وُہی ساکار ہے۔ جس طرح جل برف، اور تو وے سب ایک ہی چیز ہوتے ہیں۔

گوسائیں تلسی داس نے تو یہاں تک کہہ دِیا ہے کہ بھگوان کے ساکار رُوپ کو سمجھنا اُس کے نرِاکار رُوپ کو سمجھنے سے بھی زیادہ مشکل ہے۔ وہ فرماتے ہیں:۔

نرگُن رُوپ سُلبھ اَتی سگُن نہ جانے کوئے
سُگم اگم نانا چرت سُن مُنی من بھرم ہوئے

ارتھ:۔ نرِاکار برہم کو سمجھنا بہت آسان ہے۔ پر ساکار برہم کو کوئی نہیں سمجھ پاتا۔ اُس کے انیک چرِتروں کو سمجھنا بہت آسان بھی ہے اور مشکل بھی۔ جن کو سُن کر مُنی لوگوں کے من میں بھی بھرم پیدا ہو جاتا ہے۔

راجہ منوشت برہما کے بیٹے تھے اور اِس دُنیا کے سب سے پہلے راجہ تھے۔ اُن کی رانی کا نام شت رُوپا تھا۔ کافی دیر پرتھوی کا راج کرنے کے بعد وہ اپنا راج پاٹ اپنے پتر کو سنبھال کر آپ تپسیا کرنے کے لئے جنگل میں چلے گئے۔ اور وہاں ہزاروں سال تک گھور تپسیا کرتے رہے۔ پہلے اَن چھوڑ دِیا، پھر جل بھی چھوڑ دِیا۔ اور پھر بہت دیر تک صرف ہوا کے آدھار پر تپ کرتے رہے۔ اِس دوران میں شوجی اور برہماجی نے کئی بار اُن کو درشن دیئے اور ور مانگنے کے لئے کہا۔ لیکن وہ یہ کہتے رہے کہ اُن کو کسی چیز کی ضرورت نہیں۔ آخر ایک دِن اُن کی گھور تپسیا سے خوش ہو کر نرِاکار برہم کی طرف سے آکاش بانی ہوئی۔ "راجن! تمہاری تپسیا سپھل ہوئی۔ بولو! تم کیا چاہتے ہو۔" راجہ منوشت اور رانی شت رُوپا یہ آکاش بانی سُن کر خوشی سے پھولے نہ سماتے تھے۔ اور اُن کے شریر جو اتنی کٹھن تپسیا کی وجہ سے ہڈیوں کے ڈھانچے رہ گئے تھے۔ دوبارہ نو بر نو ہو گئے۔ انہوں نے جواب دِیا۔ بھگون! ہم کچھ نہیں چاہتے۔ اگر ہو سکے تو ہم آپ کا درشن کرنا چاہتے ہیں۔ یہ سُن کر بھگوان اور خوش ہو گئے۔ اور انہوں نے اپنی شکتی کے ساتھ راجہ منوشت اور رانی شت رُوپا کو درشن دے کر نہال کر دِیا۔

ہندوؤں کے کھٹ درشن پر روشنی

پرشن: یُوں تو بنی نوعِ انسان میں اختلاف خیال ہونا قدرتی امر ہے، اور گیان کا ساگر بے پایاں اور بغیر ساحل ہے۔ پربھو نراکار سروویاپی سروشکتی مان پار برھم پرمیشور کی لیلا اپار ہے۔ مروجہ طور پر دیکھنے میں آتا ہے کہ اکثر انسانی طبقہ بھارتی شاستروں کو ناستک قرار دیتا ہے۔ جس کی ایک مثال میں پیش کر رہا ہُوں۔

محترم ڈاکٹر تارن سنگھ جی۔ ایم۔ اے (پی ایچ ڈی) پروفیسر پنجابی یونیورسٹی پٹیالہ۔ ڈاکٹر صاحب موصوف اعلیٰ پایہ کے قابل وِدوان ہیں۔ میں ان کا دل سے احترام کرتا ہُوں۔ اُنہوں نے شری گورُو نانک دیو جی کے پانچ صد سالہ جنم دِن پر ایک کتاب موسومہ "جپ درشن دیدار" تصنیف فرمائی ہے۔ جو گورمکھی لپی میں ہے۔ جس کی بھومکا صفحہ ۹۔ اِبتدائی چار لائن میں شری گورُو صاحب کے چنتن کا تعارف کراتے ہُوئے بھارتی وچار دھارا پر تبصرہ کیا ہے۔ جو اس طرح ہے:۔

"بھارتی وِچار دھارا کے دو رُوپ بنے اور ہیں۔ ایک رُوپ وہ ہے۔ جسے ناستک مانا جاتا ہے۔ ناستک وِچار دھارا وہ وچار دھارا تھی، جو ویدوں کے انوسار نہیں تھی۔ (ان ایشور وادی) بھارتی وِچار دھارا کے کئی انگ ہو گئے ہیں۔ چار درشنوں میں نیاء، سانکھیا، ویشیشک اک رُوپ میں میمانسہ بھی ناستک ہے۔ یوگ درشن بھی اسی زمرہ میں ہے۔ لوکاوت ساکت مت کے بُدھ، جین تو قطعاً ناستک ہی ہیں۔"

مندرجہ بالا ناستک وِچار دھارا سے متعلقہ ڈاکٹر صاحب موصوف نے ماسوا ویدانت درشن کے بقیہ پانچ درشنوں کو ناستک تسلیم کیا ہے۔ بُدھ جین کی بات تو بعد کی ہوگی پیشتر ازیں پانچ درشنوں کے سمبندھ میں کچھ خیال پیش کرنے لگا ہُوں۔

میں چارواکیہ کو تو اعلانیہ طور پر ناستک مانتا ہُوں۔ اس میں آتما یعنی رُوح کی حقیقت سے صاف اِنکار کیا گیا ہے۔ ایشور یا برھم کوئی شے اس کے خیال کے مطابق ہے ہی نہیں۔ پرلوک پرمارتھ یا مُکتی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ جب آتما کا وجُود ہے ہی نہیں۔ یہ جسم کا ہی ایک جزو ہے وغیرہ وغیرہ مزید آپ بھی اس سے خود واقف ہیں۔

اَب رہا سوال اپنے شاستروں کا۔ اوّل تو انہوں نے برھم سَتّا سے انکار کیا نہیں ہے۔ دُوسری بات یہ ہے کہ "سانکھیہ آدی کا مت" برھم کو نمت مانتا ہے۔ اُپادان نہیں۔ اُپادان پرکرتی کو ہی کہتا ہے اور تفسیر بھی پرکرتی کی ہی کرتا ہے۔ لیکن تمام درشن تین تاپ کی اُتینت نورتی اور پُرشارتھ کا اَنتینت خاتمہ اس کے بعد موکش اُپلبدھی تسلیم کرتے ہیں۔ برھم سَتّا کو نیا مک تو تقریباً یہ درشن

سویکار کرتے ہی ہیں۔ پُرشارتھ چار ہیں۔ دھرم، اَرتھ، کام اور موکھش۔ جس میں یہ درشن کار محض موکھش کے لئے پُرشارتھ کو ترجیح دیتے ہیں۔ نیائے درشن کے کرتا مہرشی اکھشپاد (گوتم) ۱۲ پدے قائم کرتے ہیں۔ جس میں وہ آتما کا مقام پہلے رکھتے ہیں۔ ۱۲ پرمے مندرجہ ذیل ہیں:۔

(۱) آتما (۲) شریر (۳) اِندریہ (۴) اَرتھ (۵) مَن (۶) بُدھی (۷) پرورتی (۸) وشا ذ (۹) پنر جنم (۱۰) پھل (۱۱) دُکھ (۱۲) موکھش۔

میرا مقصد یہ ہے کہ شاستر کاروں نے شیلی بھید تو رکھا ہے مگر لکھش بھید ہے نہیں۔ کیونکہ چار واک کی طرح دانستہ طور پر یہ ذات واحد سے منحرف نہیں ہیں۔ خواہ اِسے नियन्ता نیامک سویکار کرتے ہیں۔ آتما سے بھی منکر نہیں ہیں۔ پرلوک آواگون یعنی مسئلہ تناسخ کو بھی تسلیم کرتے ہیں۔

اختصار سے میں نے اپنا خیال ادنیٰ آپ کی خدمت میں پیش کیا ہے۔ امید ہے کہ آپ اِس پر مفصل روشنی ڈالنے کی سعی فرما دیں گے اور مجھے ممنون بنائیں گے۔

آپ کا خیر اندیش:۔ کشن سنگھ سکھ مشنری معرفت گوردوارہ پربندھک کمیٹی موہن نگر ہنڈون سٹی ضلع سوائی مادھو پور (راجستھان) 1/7/73

اُتر:۔ آپ کا پرشن ہندوؤں کے چھ درشنوں SIX SCHOOLS OF PHILLOSOPHY کی تشریح کرنے سے حل ہو جائے گا۔ چنانچہ ہم منشی سُورج نارائن صاحب مہر کی پُستک "کھٹ درشن" کا اقتباس درج کرتے ہیں۔ جو کہ اُردو دان اصحاب کی سمجھ میں بخوبی آسکتا ہے۔ ورنہ سنسکرت شاستروں کو پڑھنا پڑھانا تو آج کل کے ناستک دور میں ناممکن سا ہو گیا ہے۔ پہلے وقتوں میں آٹھ نو سال کی عمر ہونے پر ہر ہندو بچے کو گُروکل بھیجا جاتا تھا۔ اور وہاں اس کو تمام شاستروں کی تعلیم دی جاتی تھی، اور اسی تعلیم کو ہی در اصل وِدّیا کا نام دیا جاتا تھا۔ کیونکہ جنم مرن کے بندھن چھڑانے والی برھم وِدّیا ہی وِدّیا کہلائی جا سکتی ہے۔ برھم (پرماتما) ہی سَت ہے۔ باقی تمام درشیہ متھیا ہے۔ جیسا کہ گُرو نانک صاحب نے بھی فرمایا ہے۔ سو "درِشٹ مان ہے سگل متھینا" —— لیکن آج تو لوگ برھم گیان کی وِدّیا کو غیر ضروری اور نکمی خیال کرتے ہیں، اور سنساری وِدّیا یعنی پیٹ پُوجا کے لئے ہی اپنے منش جنم کو برباد کر رہے ہیں۔ جیسے ایک پیاسا ہرن آبِ سراب کو حاصل کرنے کے لئے دوڑتا بھاگتا چمکدار ریت میں میلوں سفر کر کے پانی سے محروم ہی رہتا ہے اور آخر تڑپ تڑپ کر اپنی جان گنوا دیتا ہے۔ اسی طرح آج کا انسان شانتی اور سُکھ کی تلاش میں اب چاند اور منگل کی طرف رجوع کر رہا ہے اس کو اب اپنی دھرتی میں کہیں بھی سُکھ اور شانتی نظر نہیں آتی۔ چونکہ اس نے اصل وِدّیا (وید اُپنشد، پُران، شاستر) کو تیاگ دیا ہے۔ اِس لئے وہ آتم گیان سے وِنچت ہو کر بھٹک رہا ہے۔

آپ نے کھٹ درشن کی ویاکھیا کا جو پرشن اُٹھایا ہے۔ وہ نہایت موزوں ہے۔ اور اس پر ضرور

روشنی ڈالنی چاہیئے، تاکہ ہندو اور سکھ جو کہ ویدک دھرمی ہیں۔ اُن کو اپنے دھرم شاستروں کی واقفیت ہو۔ اُن کی شردھا بڑھے اور وہ سنسکرت گرنتھوں کو ودھی پُوروک پڑھنے کا شوق پیدا کریں۔

آپ دھنیہ ہیں۔ جو سکھ دھرم (جو کہ سناتن ویدک دھرم کا ہی ایک انگ ہے) کے پرچار سے لوگوں کو دھرم مارگ کی طرف پریرنا دینا سب سے بڑا پُنیہ کاریہ ہے۔ صحیح دھرم کا پرچار ہی تنگ دلی، نفرت، علیحدگی، فرقہ پرستی، کورپشن، بداخلاقی، دنگہ، فساد، تعصب، ناستکتا، وغیرہ عیوب کو دُور کر سکتا ہے۔

ہماری موجودہ ناستک تعلیم نے دھرم اور اخلاق کو بالائے طاق رکھ کر مغربی تعلیم، مغربی تہذیب اور ناستکتا کو بڑھانے کے لئے فلمی دُنیا اور ریڈیو کے ذریعہ دیش، قوم، دھرم اور اخلاق کی جڑیں کھوکھلی کر دی ہیں۔ ہماری موجودہ نئی نسل NEW GENERATION اور انگریزی تعلیم یافتہ طبقہ اپنے دھرم سے مُتنفر ہو چُکا ہے، اور ناستک بن چُکا ہے۔ سکول، کالج کے لڑکے لڑکیاں تعلیم حاصل کرنے کی بجائے سیاست میں کُود پڑے ہیں۔ وہ اپنے دیش کے مہاپُرشوں کے انویائی نہیں رہے۔ بلکہ غیر ممالک کے ایجنٹ بن چُکے ہیں اور یہ صحیح تعلیم کے نہ رہنے کا ہی نتیجہ ہے۔ لوگ سچ کہتے ہیں کہ یہ آزادی نہیں، بلکہ بربادی ہے۔ جس دیش میں علم (وِدّیا) ہی نہ رہے۔ وہاں سروناش کی ہی سمبھاونا ہے۔ کیونکہ انسان برھم وِدّیا کے بغیر پشو یعنی راکھشس بن جاتا ہے، اور اپنے ہاتھوں اپنا ناش کر لیتا ہے۔ اب ضرورت ہے کہ ہر دھرم اور ہر مذہب کے آستک لوگ یکمشت ہو کر کُفر یعنی ناستکتا کو دُور کرنے کی کوشش کریں۔ ورنہ ہمارے دیش سے انسانیت ہی ختم ہو جائے گی اور وام مارگ کا دور دورہ شروع ہو جائے گا۔ جیسا کہ حضرت محمد صاحب سے پہلے ——— عرب دیش میں تھا۔ عرب میں پہلے ویدک سناتن دھرم ہی تھا۔ جیسا کہ حضرت محمد صاحب سے دو ہزار سال پیشتر (حضرت ابراہیم) کا ذکر کیا جاتا ہے۔ اُس کے بعد بُدھ مت پھیلا۔ بُدھ مت کے بعد وام مارگ نے قدم جمایا۔ اور لوگ وحشی بن گئے۔ خدا نے اپنے پیغمبر حضرت محمد صاحب کو بھیج کر لوگوں کو دھرم اور مذہب کی تعلیم عنایت فرمائی۔

آپ دھرم پرچارک ہیں، آپ مندروں، گوردواروں میں، ہندی، سنسکرت، گورمکھی پاٹھشالائیں قائم کرنے کی کوشش کریں، اور لوگوں کو پریرنا دیں، کہ وہ اپنے لڑکے لڑکیوں کو جب وہ ذرا ہوش سنبھالیں یعنی چار یا پانچ سال کے ہو جاویں، تو سب سے پہلے اُن کو پاٹھشالاؤں میں داخل کرا کر دھرم کی شکھشا دلوائیں۔ جیسا کہ آج کل تقریباً تمام مسلمان اپنے لڑکے لڑکیوں کو مسجد میں بھیجکر قرآن شریف کی مذہبی تعلیم دلواتے ہیں۔ جو سنسکار چھوٹی عمر میں پڑ جاتے ہیں۔ وہ تمام عمر قائم رہتے ہیں۔ اس لئے ضروری ہے کہ ہم بھی مسلمانوں سے سبق سیکھیں۔ ورنہ ہماری قوم رہے گی اور نہ دھرم جب قومیت ہی ختم ہو گئی۔ پھر دیش کا پیار بھی مفقود ہو جائے گا۔ مکّار، دشمن انگریز نے ہماری قومیت

اور ہمارا دھرم ختم کرنے کے لئے ہی انگریزی سکول قائم کیئے تھے۔ جس کا مہاتما گاندھی نے ورودھ کیا تھا۔ لیکن ہمارے چند لیڈر گاندھی واد کو پس پشت ڈال کر اب سوشلزم کے نام پر کمیونزم کو تقویت دے رہے ہیں۔ بھگوان ان کو عقل سلیم عطا کرے ———— (وناش کالے وپریت بدھی 10-8-73)

نیائے اور ویشیشک کے سدھانت

مہر صاحب فرماتے ہیں: ———— نیائے اور ویشیشک ہندوستان میں بہت مروّج ہیں۔ خاص درشن تو لوگ کم پڑھتے ہیں۔ لیکن بعد میں جو مختصر کتابیں لکھی گئی ہیں۔ مثلاً ترک سنگرہ، ترک کومدی وغیرہ وہ بہت پڑھی جاتی ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے، کہ ان کتابوں میں صورت دلیل سے باعث ہے۔ جو صرف نیائے اور ویشیشک درشنوں کے سمجھنے میں ہی بکار آمد نہیں ہے۔ بلکہ سانکھیہ ویدانت وغیرہ شاستروں کے سمجھنے میں یکساں مفید پڑتی ہے۔ جو شخص ہندو فلسفہ پڑھنا چاہتا ہے۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ اس کوچے میں سے گزرے۔ ورنہ اس کی سمجھ میں کوئی شاستر نہیں آئے گا۔

یہ ان شاستروں کی تعریف ہے۔ رہے ان کے مسائل فلسفیانہ ان کی حد سے ہندوستان کے سوچنے سمجھنے والے اصحاب صدیوں سے نہیں، بلکہ ہزاروں برس سے باہر آ گئے ہیں۔ سانکھیہ اور ویدانت کی روشنی میں نیائے ویشیشک کے سدھانت یوں اڑ جاتے ہیں جس طرح سورج کے پرکاش میں چراغ۔ حقیقت یہ ہے کہ نیائے ویشیشک کے سدھانت فلسفیانہ نہیں ہیں۔ بلکہ معمولی سمجھ کے آدمی جو باتیں مانتے ہیں۔ انہیں کو ان شاستروں میں مسلسل اور کسی قدر مدلل پیرائے میں ترتیب دیا گیا ہے۔ ہم یہاں کچھ موٹی موٹی باتیں یکجا کر کے دکھائے دیتے ہیں، تاکہ سانکھیہ میں جس طرح ان کا کھنڈن کیا گیا ہے، وہ آسانی سے ذہن میں بیٹھ سکے۔

یہ دونوں شاستر تثلیث وجود کے قائل ہیں۔ یعنی مادّے ارواح اور ایشور۔ تینوں وجودوں کو قائم بالذات مانتے ہیں۔

مادّہ پرمانو روپ سے دوامی ہے۔ یعنی جو مادّی چیزیں ہیں۔ وہ تو ناشوان ہیں۔ لیکن ان کے انتہائی اجزا، یا پرمانوؤں کا ناش نہیں ہے۔ یہ پرمانو وہ چھوٹے سے چھوٹے اجزاء ہیں کہ جن کے اور نہیں ہو سکتے۔ سرشٹی کے آغاز میں جیوؤں کے کرم اور ایشور میں یہ اچھا یا خواہش پیدا کرتے ہیں کہ وہ سرشٹی رچے۔ اس اچھا سے پرمانوؤں میں حرکت پیدا ہوتی ہے۔ اور باہم ترکیب پا کر ان سے وہ چیزیں پیدا ہوتی چلی جاتی ہیں۔ جو پہلے نہ تھیں۔ گویا نیست اشیاء ہست ہوتی ہیں۔ ہست ہو کر اور کچھ عرصہ قائم رہ کر پھر یہ چیزیں نیست ہو جاتی ہیں۔

آتما یا جیو چیتن سروپ نہیں ہے۔ بلکہ من کے سمبندھ سے ان میں گیان کا گن پیدا ہوتا

اُور ناش ہوتا رہتا ہے۔ لیکن آتما دوامی اُور سرو دیاپی ہے۔ مَن پرمانو رُوپ ہے۔ سوشپتی اوستھا (گاڑھ نِدرا) میں مَن چُونکہ پُری تتی تاڑی میں گُھس جاتا ہے۔ اِس واسطے آتما کا اِس سے سمبندھ نہیں رہتا۔ اِس واسطے گیان نہیں ہوتا۔ جیو آتما سنساری ہے۔ کرم کرتا ہے۔ اِس سے دھرم اَدھرم یعنی اور شٹ پیدا ہوتا ہے۔ اُونچے نیچے لوک میں کرموں کے بھوگ بھوگ کر پھر یہیں آجاتا ہے۔ اِس سے دُکھ پیدا ہوتا ہے۔ جو متھیا گیان کی وجہ سے ہے اُور جس کو نیائے اور وَیشیشک شاستر کا وِچار دُور کرتا ہے۔ آخر دُکھ نہیں رہتا۔ دُکھ کا مُطلق نہ رہنا ہی موکش ہے۔ اِیشور آتما کی ایک قسم ہے۔ لیکن اِس میں گیان کا گُن ہمیشہ رہتا ہے۔ وہ سروگیہ اور سرو شکتیمان ہے۔ جیو آتما کو اُس کی پوجا اُور بھگتی کرنی چاہیئے۔

سانکھیہ درشن

اُوپر ہم لکھ آئے ہیں کہ نیائے اور وَیشیشک شاستروں کے سِدھانت فلسفیانہ نہیں ہیں۔ بلکہ معمُولی سمجھ کے آدمی جن باتوں کو مانتے ہیں۔ وُہی اِن شاستروں میں مرتب کر کے دے دی گئی ہیں۔

بودھوں، سانکھیوں اُور ویدانتوں نے نیائے اُور وَیشیشک کا بُری طرح کھنڈن کیا ہے۔ کھنڈن کی دلائل دقیق ہیں۔ نہ تو اُردُو سی مُفلس زبان میں وہ اَدا ہو سکتی ہیں، اُور نہ اِن مضامین کو زیادہ طویل بنانا منظور ہے۔ اِس واسطے مَیں (مہر) مختصر طور پر تھوڑی باتیں لکھتا ہُوں۔ تاکہ طریق معلوم ہو جائے۔

پرمانُو واد

پرمانُو واد داناؤں کے ماننے کے لائق نہیں ہے۔ کیونکہ پرمانُو اجزائے لاتیجزے کو کہتے ہیں۔ یعنی وہ چھوٹے سے چھوٹے اجزاء جن کے اُور حِصّے نہیں ہو سکتے۔ سوال یہ ہے کہ اِن پرمانُوؤں کا وُجود ہو بھی سکتا ہے یا نہیں۔ اگر نہیں، تو پرمانُو واد آیا گیا۔ اگر پرمانُو ہیں، تو چُونکہ اِن میں حِصّے نہیں ہیں۔ وہ ایک دُوسرے سے سنجوگ ہی نہیں پا سکتے۔ کیونکہ ایک چیز دُوسری سے سنجوگ اِس وقت پا سکتی ہے۔ جب اِس کا ایک حِصّہ دُوسرے سے ملحق ہو۔ یہاں حِصّے ہی جڑ مول سے ندارد ہیں۔ الحاق یا سنجوگ پا تا بن ہی نہیں سکتا۔ اُور جب سنجوگ ہی نہیں ہُوا۔ تو پرمانُوؤں سے کائنات کی رچنا کیونکر ممکن ہے۔ اگر اِس کے برعکس یہ مان لیا جاوے کہ پرمانُو لطیف یا بہت چھوٹی چیزیں تو ہیں لیکن اِن میں حِصّے نہیں، اُور اِس واسطے وہ ترکیب پاکر اپنے سے بڑی چیزیں بنا سکتے ہیں، تو یہ پرمانُو حِصّے دار ہونے کی وجہ سے ہی گھڑے وغیرہ کی طرح ناشوان ثابت ہونگے۔

دوامی نہیں رہیں گے۔

پرمانوؤں کا وجود تسلیم بھی کر لیا جائے تو بھی پرلے کے بعد سرشٹی کا امکان نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ جیووں کے کرم ایشور میں سرشٹی رچنے کی اچھیا یا خواہش پیدا کرتے ہیں۔ سوال یہ ہے کہ یہ کرم جیووں میں رہتے ہیں، نہ کہ ایشور میں۔ ایشور میں سرشٹی رچنے کی خواہش پیدا ہوئی۔ اگر کہو کہ ایشور سروگیہ ہے اور اس سروگیتا سے خواہش پیدا ہوتی ہے۔ تو پرلے ہی نہ ہونی چاہیئے۔ کیونکہ وہی جیو ہیں، وہی ان کے کرم ہیں اور وہی ایشور کی سروگیتا۔ ان تینوں کا سمبندھ ہمیشہ ہے۔ پھر پرلے کیسی؟ یہ بات بھی سوچنے کے لائق ہے کہ ایشور کی اچھیا ایشور میں رہتی ہے۔ اس سے قائم بالذات مادی پرمانوؤں میں حرکت پیدا کرنا نہیں ہو سکتی۔ یہ پرمانو ایشور کا سنکلپ تو نہیں ہیں۔ جو اچھیا سے حرکت میں آئیں۔ ایشور کیا ہزار ایشور بھی اچھیا کا زور لگائیں تو بھی ایک پرمانو کو نہیں ہلا سکیں گے۔

جیو

یہ تو پرمانوؤں کا حال تھا۔ اب جیووں کو لیجئے۔ نیائے اور ویشیشک شاستروں میں جیووں کو گیان سروپ نہیں مانا گیا، جو ویاپک ہو سکیں، بلکہ اس طرح مانا گیا ہے، کہ من کے سمبندھ سے ان میں گیان کا گن پیدا ہوتا اور ناش ہوتا ہے۔ اول تو ماہیت ذاتی سے ہی گیان ایسی چیز نہیں ہے۔ جو پیدا اور ناش ہو سکے۔ (اس کا مفصل بیان ویدانت کی ویاکھیا میں دیا جائے گا) دوسرے جیو گیان سروپ یا چیتن نہیں ہیں، تو ظاہر ہے کہ جڑ ہیں۔ کیونکہ جڑ اور چیتن کے بیچ میں وجود کی تیسری اور کوئی قسم نہیں ہو سکتی۔ جڑ چیز ہمیشہ بدلتی رہتی ہے۔ اس سے نتیجہ یہ نکلا۔ کہ جس جیو نے جو کرم کیا ہے۔ اس کا پھل اسے نہیں، بلکہ اور کو ملے گا۔ یہ بڑا بھاری نقص ہے۔ پھر جڑ جیو ویاپک کیوں ہو سکتے ہیں؟ اگر جیو نہ چیتن ہیں، نہ جڑ ہیں، تو متھیا بے شک ہو سکتے ہیں۔ لیکن کوئی شخص جیو کو متھیا ماننے کے لئے تیار نہیں ملے گا۔ کیونکہ بات الٹی ہو یا احساس کے خلاف ہے۔ نہ خود نیائے اور ویشیشک شاستر جیو کو متھیا مانتے ہیں۔

ایشور

جیو کی طرح ایشور میں بھی گیان کا گن رہتا ہے۔ اور ایشور بذات خود گیان سروپ نہیں ہے۔ اس واسطے ایشور جڑ یا متھیا ہی ٹھہرتا ہے۔ اس نقص کو رفع کرنے کے واسطے ویشیشک اور نیائے میں۔ اس طرح مانا گیا ہے کہ ایشور میں من کے سمبندھ سے گیان پیدا نہیں ہوتا بلکہ دوامی طور پر رہتا ہے۔ اول تو یہ لغو ہے کہ ایک قسم کی آتما میں تو من کے سمبندھ سے گیان کا گن

عارضی طور پر پیدا ہو، اور دُوسرے قسم کے آتما ہیں من کا سمبندھ بھی نہ ہو، اور گیان کا گُن دوامی ہو۔ دُوسرے اگر مان بھی لیا جائے کہ اس گیان کے گُن سے ایشور چیتن ہے؛ تو اس چیتن ہونے کے سبب سے ہی ایشور اکرتا ٹھہرے گا، اور اُس سے اسی طرح کوئی کام نہیں ہو سکیگا۔ جس طرح کام نہ کرنے والے بڑھئی کو کوئی یہ نہیں کہہ سکتا کہ ہاتھ سے اوزاروں کا کام لے رہا ہے۔

اگر یہ بھی مان لیں کہ بااین ہمہ چیتن ایشور جگت کی رچنا کرتا ہے، تو ظاہر ہے کہ یہ رچنا یا تو خود غرضی پر مبنی ہوگی یا فیض رسانی پر۔ ایشور چونکہ سرو شکتی مان اور پُورن کام مانا گیا ہے۔ اس واسطے اُسے کسی طرح کی خواہش نہیں ہو سکتی۔ پس جگت کی رچنا میں خود غرضی کا الزام اُس کے سر نہیں دھرا جا سکتا۔ نہ جگت کا پیدا کرنا رحم و کرم پر مبنی کہا جا سکتا ہے۔ کیونکہ رحم و کرم کے معنی ہیں، اوروں کی تکلیف دُور کرنی، لیکن سرشٹی سے پیشتر ارواح بغیر جسم تھیں۔ اس لیئے انہیں کسی قسم کی تکلیف نہیں تھی۔ جس کے دُور کرنے کے واسطے ایشور کا دریائے رحمت جوش میں آتا۔ اگر کہو، کہ خلقت کے بعد جیوؤں کو دُکھ میں دیکھ کر ایشور کو رحم یا دیا آتی ہے، تو اس کے یہ معنی ہُوئے کہ خلقت رحم و کرم پر مبنی ہے۔ اور رحم و کرم خلقت پر۔ یہ ایک ناگزیر منطقی نقص ہے۔

اگر ایشور رحم و کرم کی نظر سے خلقت کرتا ہے، تو دُکھی نہیں بلکہ اُس کو سُکھی ہی سُکھی جیوؤں کو رکھنا چاہیئے۔ اگر کہو کہ سُکھ دُکھ کا اختلاف جیوؤں کے پچھلے کرموں پر منحصر ہے، تو پھر کرم ہی سب کچھ رہے۔ ایشور کی کیا ضرورت باقی رہی۔ اگر جواب یہ دو، کہ جڑ کرم چیتن ایشور کی رضا کے بغیر جگت جسم نہیں رچ سکتے تو ایشور کی رضا کے بغیر دُکھ کیوں کر رچ سکتے ہیں۔ پس گویا دیالو اور سرو شکتی مان ایشور ہی جیوؤں کے واسطے دُکھ رچ رہا ہے۔

پھر یہ دیکھیئے کہ پرکرتی، جیو اور ایشور تین شخصیتیں مل کر کام کرتی ہیں۔ جیسے راج، مزدور اور بڑھئی وغیرہ مکان کے بنانے میں اُن کا کام ہمیشہ کسی اور کے واسطے ہُوا کرتا ہے۔ پس اِن تینوں کے علاوہ کسی اور ایسے وجود کے ماننے کی ضرورت ہے۔ جس کے واسطے تینوں کا کام ہو۔

اس قسم کے اعتراض ہیں۔ جو بودھ، سانکھیہ اور ویدانت والے۔ نیائے اور ویشیشک شاستروں پر کرتے ہیں، اور حقیقت یہ ہے کہ تارکک لوگ اِن کا جواب نہ تو دے سکتے ہیں اور نہ دے سکیں گے۔ یہی وجہ ہے کہ ہندو فلسفی دُنیا میں نیائے ویشیشک کے شاستر کے سدھانت سینکڑوں نہیں بلکہ ہزاروں برسوں سے متروک ہیں۔ اور لوگ اِن شاستروں کو صرف دلیل سے آگاہی کرنے کے واسطے پڑھتے ہیں۔ ہیں دِتھی نے یہاں صرف پرکرتی، جیو اور ایشور کے متعلق ہی اعتراضات دیئے ہیں۔ ولیش۔ کال۔ کارنتا گُن اور کرم، جاتی، ویکتی اور سموائے۔ غرض تمام سدھانتوں پر سخت اعتراض عائد ہوتے ہیں۔ جن کو خوف طوالت سے یہاں نہیں لکھا گیا۔ یہ کھنڈن واچسپتی مشر کی سانکھیہ تتو

کو مدی سے لیا گیا ہے۔)
ایشور نے منش کے کلیان کے لئے رشیوں دوارا ویدوں کا گیان پرگٹ کیا۔ لیکن آج کا بد دماغ اِنسان ویدوں، شاستروں اور رشی گرنتھوں سے متنفر ہو چکا ہے۔ اور وِدیا کی بجائے اَوِدیا یعنی جہالت میں مُبتلا ہو کر دُکھ پا رہا ہے۔ کاش کہ ہمارا بھارت مغربی تہذیب اور مغربی تعلیم کے پیچھے دوڑنے کی بجائے برہم وِدیا کو حاصل کرے۔ تاکہ سب لوگ سُکھ اور شانتی کو پراپت کریں۔

مَن پربودھ

از قلم پنڈت نریندر ناتھ جی شرما نریندر

شنکر شم کر شنکر شم کر ـــــ شُبھ داتا سب وِدھی اَبھیم کر

مَنوا۔ مَنوا مَنوا رے مَنوا۔ سَت ہت باتی مان کہنوا
شنکر شنکر شنکر شم کر۔ شُبھ داتا سب وِدھی اَبھیم کر
چرن شرن دھر شِو پر لیشکر۔ کون پکارے تو ہی شِو شنکر
مرتیو بجیہ بھوم ہر سمرن کر۔ مُکت ہون ہت شیگھر جتن کر
دُکھ سُکھ جو بھی آئے تجھ پر۔ شانت بھاو سے سبھی سہن کر
رکشک سب کو ہو جیو اُمیر اپنا بوجھ نہ ڈال کسی پر
یدپی پر پنچ بیچ بسا گھر۔ تدپی الپت رہے جیوں امبر
پر جر جا یُوں دُور کر لے نر۔ سانپ نہ پالے جیوں کوئی گھر
گنچھک سُبھاو کہے جنیہ جانی۔ شِو بھگتن کی یہی کہانی
میا دِرین سرشٹی سنگھر۔ مہا کال بھٹے بھیم روپ ہر
جیتیں تر پر ہر جے اگھ تم ہر۔ کوپ اگنی دھر کام بھسم کر

شِو شِو شِو شِو جب من بھیا۔ تا سیں سگلے روگ بلیا
ہر ہر ہر ہر نت جپت آتی۔ کام آدی کی رہے نہ لشاتی
شمبھو شمبھو جب نت شِو بھولا من بڑھی جپت تیرے رسنا ڈولا
کھل گن کرت اپمان سہن کر۔ بڑبھاگی سو شمبھو درس ور
سچ کرم کر نت اُدوم کر۔ پھل اچھا سے مُکت رہے نر
راگ دویش سے شُونیہ رہا کر۔ نج پر بھاو نہ راکھے کنکر
بھاو اکنچن راکھے پریور۔ جیوں شِو رہتے سدا دِگمبر
مان دان دے رہے اَمانی۔ مُکت ہون کی یہی نشانی
چندر دوا کر جا کے نیتر ور بھال نیتر پر جیوت اگنی دھر
گر جا جننی کی رُچی اردھ۔ جہا شانت پنی بھٹے ویاکر
جٹا جوٹ بیچ سیس گنگ دھر۔ نت نریندر کے ہردیہ باس کر

رچنا من پربودھ اتی سندر
اُگر شانت شِو کے اَرپن کر

ॐ

مریادا پرشوتم بھگوان رام

از قلم شری جے چند پریم گولڈ میڈلسٹ

ہندو دھرم کا ناؤ بچایا تھا رام نے
خوابِ گراں سے سب کو جگایا تھا رام نے

رشیوں پہ جور و ظلم جو ڈھاتے تھے روز و شب
اُن ظالموں کو مار گرایا تھا رام نے

خلقِ خدا خدا اُسے کہتی ہے آج تک
ایسا بلند رتبہ پایا تھا رام نے

چودہ برس کے واسطے بن باس لے لیا
ماتا پتا کا حکم بجایا تھا رام نے

کھا کر اچھوت بھیلنی کے بیر اک دفعہ
پردہ دوئی کا دل سے اُٹھایا تھا رام نے

راون فریب کار دغا باز بوالہوس
تگنی کا ناچ اُس کو نچایا تھا رام نے

جوہر بہادری کے دکھائے تھے جنگ میں
جو کہہ دیا وہ کر کے دکھایا تھا رام نے

بالی کا نام صفحۂ ہستی سے میٹ کر
سُگریو کو گلے سے لگایا تھا رام نے

اَمن و اماں کی مُلک میں کر کے سنتھاپنا
ظُلم و ستم کا نام مٹایا تھا رام نے

تھا چاروں ہی بھائیوں میں مجسّم پریم رام
محفل میں رنگ پریم جمایا تھا رام نے

آپس میں بھائی بھائی سب ہل کر رہیں مُدام
وُہ درسِ پریم و لُطف بڑھایا تھا رام نے

بھگوان رام اور کرشن کے انگریز بھگت
میجر لیڈ

(از قلم - شری ۱۰۸ سوامی ستیانند جی تیرتھ)

بھارت کے پرسدھ آریہ سماجی سنیاسی شری سوامی ستیانند جی تیرتھ اپنے ویاکھیانوں میں بھگوان رام کے چرنوں میں اپنی شردھانجلی بھینٹ کرتے ہوئے اپنے جیون کی ایک گھٹنا کا اکثر ذکر کیا کرتے تھے۔ آپ کا کتھن ہے کہ میرے جیون میں ایک ایسی ستیہ گھٹنا گھٹی ہے کہ جس کے کارن مجھے بھگوان رام کو اور بھگوان کرشن کو پار برہم پرماتما ماننے پر مجبور ہو گیا ہوں اور مجھے رامائن اور گیتا میں مہان نشٹھا ہو گئی ہے۔

مجھے ایک بار ایک بہت بڑے دھنوان ویکتی کے ساتھ ودیش جانا پڑا۔ حسنِ اتفاق سے مجھے لندن میں ایک انگریز سجن ملے۔ جن کا نام تھا میجر لید۔ یہ پہلے بہت سمے تک بھارت میں رہ چکے تھے، اور وہ ہندو سبھیتا، ہندو سنسکرتی سے بہت پربھاوت تھے۔ وہ بھگوان رام اور بھگوان کرشن کے اننیہ بھگت تھے۔ وہ مجھے ایک بھارتی سمجھ کر اپنے گھر لے گئے۔ اور میرا بڑا آدر ستکار کیا۔ انہوں نے ریشمی رومالوں میں بندھے ہوئے تلسی رامائن، شریمد بھاگوت، بھگوت گیتا، سمپورن مہابھارت وغیرہ گرنتھ دکھائے۔ جن کی بہت سندر سنہری جلدیں بندھی ہوئی تھیں، اور ایک الماری میں محفوظ رکھی ہوئی تھیں۔ وہ بڑی شردھا اور بھگتی سے ان کا پاٹھ کرتے تھے۔ ان کو رامائن کی کتنی ہی چوپائیاں اور گیتا کے کتنے ہی شلوک زبانی یاد تھے۔ وہ بھگوان رام اور بھگوان کرشن کو ساکشات پورن برہم مانتے تھے۔ جب انہوں نے مجھے بھارتی ہندو ہونے کے کارن مجھ سے رامائن، گیتا، بھگوان رام اور بھگوان کرشن کے وشے میں کچھ وشیش گیان پراپت کرنا چاہا، تو میرا سر مارے شرم کے جھک گیا۔ اور میرے دل کو ایک ٹھیس لگی، اور میں نے شردھا بھگتی سے رامائن، بھاگوت گیتا آدی کا سوادھیائے شروع کیا میرے اندر شردھا، پریم اور بھگتی بڑھتی گئی۔

اب میرا وشواس ہے کہ ہندو جاتی کا جیون، رامائن، بھاگوت اور گیتا پر نربھر ہے۔ اور بھگوان رام، بھگوان کرشن کا جیون ہی اس دیش اور جاتی کے لئے مشعلِ راہ ہے۔

(کلیان نومبر ۱۹۶۸)

جامِ بے خودی

از مہاتما موہن مورتی جی

نہ وہ کعبے میں رہتا ہے نہ بُت خانے میں رہتا ہے
مرا محبوب لیکن دِل کے کاشانے میں رہتا ہے

بہارِ گلشنِ ہستی اُسے کب کھینچ سکتی ہے
وہ دیوانہ جو اپنے دِل کے ویرانے میں رہتا ہے

ترے قربان میں اک اور جامِ بے خودی ساقی
ابھی کچھ فرق مجھ کو اپنے بیگانے میں رہتا ہے

سمجھ سکتا نہیں واعظ ہمارا رازِ خاموشی
کہ وہ نادان ہے اَوروں کو سمجھانے میں رہتا ہے

ضروری نویدن:

چار روپے ڈاک خرچ کی بچت کریں Rs. 4/-

آپ اپنی میعاد خریداری ختم ہونے سے ایک ماہ پیشتر ہی اپنا چندہ بذریعہ منی آرڈر بھیج کر چار روپے کی بچت کر سکتے ہیں۔ سالانہ چندہ صرف اٹھائیس Rs. 28/- روپے ہے۔ مگر وی۔پی منگوانے پر چار روپے زائد دینے پڑیں گے۔

"مینیجر"

سمپاتی کی آتم کتھا

(ادھیاتم رامائن سے)

بانروں نے سمپاتی سے پوچھا۔ آپ شروع سے ہی اپنا برتانت سنائیے۔ تب سمپاتی نے کہا :-

"میں اور میرا بھائی جٹایو جب عین عالم شباب میں تھے۔ تو اپنی جوانی کے نشہ میں سرشار تھے۔ تب یہ جاننے کے لئے کہ ہم میں کتنی طاقت ہے۔ بڑے تکبّر اور گھمنڈ سے آکاش میں سورج منڈل جانے کو اڑے۔ جب ہم کئی یوجن اونچے چلے گئے۔ تو جٹایو سورج کی تپش سے جلنے لگا۔ اس کی حفاظت کے لئے میں نے موہ وش اسے اپنے پنکھوں سے ڈھک لیا۔ لیکن سورج کی تپش سے میرے پنکھ جل گئے۔ اور میں بندھیاچل پربت پر گر پڑا۔ اور بیہوش ہو گیا۔ تین دن کے بعد مجھے کچھ ہوش آئی۔ لیکن یہ معلوم نہ کر سکا۔ کہ میں کہاں ہوں۔ پھر آہستہ آہستہ آنکھیں کھولنے پر وہاں ایک سندر آشرم دکھائی دیا۔ تب میں بہت کوشش سے اس آشرم کے پاس گیا۔ وہاں چندرما نامی ایک رشی رہتے تھے۔ انہوں نے مجھے دیکھ کر حیرانی سے کہا۔

"سمپات! یہ کیا۔ تمہیں آج اس طرح بے شکل کس نے کر دیا؟ میں تمہیں پہلے سے ہی جانتا ہوں۔ تم بڑے بلوان ہو۔ پھر تمہارے پنکھ کیسے جل گئے؟

تب میں نے منی راج کو اپنی سب کرتوت سنائی اور پھر بہت دکھی ہو کر ان سے کہا۔ "اب میں آگ میں جل مروں گا کیونکہ بغیر پنکھوں کے جینا دکھ روپ ہے۔"

میرے ان دکھ بھرے ہوئے الفاظ کو سن کر منی جی کو ترس آیا اور فرمایا۔ بچہ! یہ شریر دکھ روپ ہی ہے۔ اور یہ کرموں سے اُتپن ہوا ہے۔ پرش جب اس دیہہ میں اہنگ بدھی کرتا ہے اور یہ سمجھتا ہے کہ یہ دیہہ ہی میں ہوں۔ تبھی کرموں میں پھنستا ہے۔ یہ اہنکار ہی اودیا یعنی اگیان ہے۔ اس اگیان کے کارن ہی جنم مرن روپ سنسار پیدا ہوتا ہے۔ اس اگیان کے کارن اپنے نروکار آتم سروپ کو بھول کر دیہہ کو ہی آتما مانتا ہے اور اپنے آپ کو کرموں کا کرنے والا مانتا ہے۔ اس لئے کرموں کے چکر میں پھنستا ہے، اور پاپ پن کے وش ہو کر اونچ نیچ یونیوں میں بھٹکتا پھرتا ہے۔ وہ ایسے سنکلپ کرنے لگتا ہے۔ ....

.... کہ میں نے یگیہ دان وغیرہ بہت سے پُنیہ کرم کئے۔ اس لئے مجھے سورگ کی پراپتی ہو گی۔ اور وہاں مجھے سکھ ملے گا۔ ایسے ادھیاس سے وہ وہاں جا کر بہت عرصہ سکھ بھوگتا ہے۔ اور آخر پن ختم ہو جانے پر نیچے گرتا ہے۔ پہلے وہ چندر منڈل پر گرتا ہے۔ وہاں سے چندرما کی کرنوں کے ذریعہ پرتھوی پر آکر بہت دنوں

تک گندھم، جَو، سبزی وغیرہ میں رہتا ہے۔ پھر وہ بھکش بھوجیہ لیہیہ اور چوشیہ ان چار پرکار کے ان روپ سے پُرشوں دوارہ کھایا جاتا ہے۔ اور ویریج روپ ہوکر رِتو کال میں اِستری کی یونی میں ڈالا جاتا ہے۔ اِستری کے رَج سے مل کر وہ ایک دن میں ہی جھلی سے لپٹے ہوئے کلکل کے روپ میں کچھ کٹھن سا ہو جاتا ہے۔ پھر پانچ رات میں وہ بُلبلہ سا بن جاتا ہے۔ سات رات گزرنے پر مانس کا لوتھڑا بنتا ہے۔ پندرہ دن کے بعد اس میں لہو بھر جاتا ہے۔ ایک ماہ کے بعد ایک ایک کر کے گردن، سر، کندھے، ریڑھ کی ہڈی اور پیٹ۔ یہ پانچ انگ بن جاتے ہیں۔ پھر دو مہینے میں ہاتھ پاؤں، پسلیاں، کمر اور گھٹنے بن جاتے ہیں۔ چار مہینے میں گدا، اِستری پُرش کے بھید سے یونی یا لِنگ اور نابھی بنتے ہیں۔ ساتویں مہینے میں روم اور سر کے بال اُگتے ہیں۔ اور آٹھویں مہینے میں شریر مکمل ہو جاتا ہے۔ اس طرح ماں کے پیٹ میں جیو بڑھتا ہے۔ جس وقت پانچواں مہینہ ہوتا ہے، اُس وقت جیو کو چیتن شکتی پراپت ہوتی ہے اور وہ اپنے تمام جنم انتروں کے کرموں کا سمرن کر کے اور ماں کے پیٹ کی آگ (جٹھر اگنی) سے جلتا ہوا بہت دُکھی ہوتا ہے، اور پشچاتاپ کرتا ہے اور کہتا ہے :-

"پہلے کئی جونیوں میں پیدا ہو کر میں نے کروڑوں رشتہ دار، سمبندھی، اِستری، پُتر وغیرہ دیکھے۔ مجھ بدقسمت نے کبھی سپنے میں بھی بھگوان کا سمرن نہیں کیا۔ صرف اپنے کٹمب کے پالن پوشن کے لئے دغا، فریب اور انیائے سے دھن کمانے میں لگا رہا۔ جس کا پھل اب یہ مہان دُکھ بھوگ رہا ہوں۔ جو اصل کام پرماتما کی بھگتی تھی، اُس کو بالکل بھلا دیا، اور غیر ضروری کاموں میں پھنسا رہا، اور اپنا امولیہ سمے ضائع کر دیا۔ اب نہ جانے اس کُمبھی نرک روپی گربھ سے میں کب نکلوں گا۔ اس سے نکل کر میں ہمیشہ بھگوان کا سمرن دھیان ہی کروں گا۔ ایسی چنتا کرتے کرتے وہ جیو بہت کشٹ اور دُکھ سے جنم لیتا ہے۔ جیسے کوئی پاپی جیو نرک سے نکلتا ہے۔ پھر اسے بچپن کے دُکھ بھوگنے پڑتے ہیں۔ اسی طرح سبھی دیہہ دھاریوں کو یہ کشٹ اُٹھانے پڑتے ہیں۔"

ہے پکھشی راج! اس کے پیچھے ہونے والے جوانی وغیرہ کے سب دُکھ تو نے تو دیکھے ہی ہیں، اور دیگر سب لوگ بھی انہیں جانتے ہی ہیں۔ اس لئے میں نے ان کا ورنن نہیں کیا۔ اس پرکار "میں دیہہ ہوں" اس ابھیاس سے اُتپن ہوئے دیہہ ابھیمان کے کارن جیو کو نرک کے، اور گربھ واس وغیرہ انیک دُکھ اُٹھانے پڑتے ہیں۔ اس لئے منش کو چاہیئے کہ اپنے آتما کو پرکرتی سے اتیت اور استھول سوکھشم دونوں پرکار کے شریروں سے الگ جان کر دیہہ وغیرہ کی اہنگتا ممتا چھوڑ کر آتم گیان کی پراپتی کرے۔ آتما کو جاگرت سپن اور سُکھوپتی ان تینوں اوستھاؤں سے رہت، ست چت آنند شدھ بدھ اور شانت روپ جانے چیتن سروپ آتما کا گیان ہو جانے پر جب اگیان سے پیدا ہوا موہ نشٹ ہو جاتا ہے، تو پھر یہ دیہہ پراربدھ کرم کے ویگ سے رہے یا جائے۔ یوگی کو کسی پرکار کا سُکھ دُکھ نہیں ہوتا۔

اس لئے جب تک تیرا پراربدھ کھے نہ ہو، تب تک کنچلی سہت سرپ کے سمان آنند پوروک دیہہ دھارن کر کے رہو۔ اس کے علاوہ ہے پکھشی! تیرے پرم ہت کی ایک بات اور بتلاتا ہوں سُن!

تریتا یگ میں اوناشی نارائن دیو مہاراجہ دشرتھ کے گھر رام روپ میں اوتار لے کر راون کو مارنے کے لئے اپنی استری سیتا اور بھائی لکشمن کے ساتھ ڈنڈک بن میں آئیں گے۔ وہاں دونوں بھائیوں کی غیر حاضری میں راون شریمتی جانکی جی کو چورکے سمان لے جاکر لنکا میں رکھے گا۔ اس کے بعد بانر راج سگریو کے حکم سے انہیں کھوجتے ہوئے کچھ بانر سمندر کے کنارے آئیں گے۔ وہاں تیرے ساتھ ان کا سماگم ہوگا۔ تب تو انہیں سیتاجی کا ٹھیک ٹھیک پتہ بتا دینا۔ بس اسی سمے تیرے پھر نئے پنکھ اُتپن ہو جائیں گے۔"

سمپاتی پھر بولا۔ "ہے بانرگن! اس پرکار مجھے چندر نامی منیشور نے سمجھایا۔ اس سے میں شانت ہوکر اس وقت کی انتظار میں رہنے لگا۔ دیکھئے، اب میرے یہ کومل نئے پنکھ نکل آئے ہیں۔ آپ لوگوں کا کلیان ہو۔ ہے بانرگن! جس کے نام کے سمرن ماتر سے بڑے دشٹ پرش بھی اس اپار سنسار ساگر کو پار کر کے بھگوان وشنو کے سناتن پرم پد کو پراپت ہو جاتے ہیں۔ آپ لوگ تو انہی بھگوان رام کے پیارے بھگت ہیں۔ پھر اس معمولی سمندر کو پار کرنے میں آپ کیوں سمرتھ نہ ہوں گے؟"

تلقینِ حیات عرف وصالِ شاہد

شری لکشمی چند جی گروور شاہد

اب درسِ نفرت بھلا کے دیکھو
خدا کے بندے سے اتنی نفرت؟
ملے گی نیکی بعوضِ نیکی!
ہوس کے بندے رہو گے بندے
بھلائی کرنا بنا لو شیوہ
یگانے - مانا - بہت ہیں لیکن
دیئے جلائے جو گھر کے اندر
خرد کے کرشمے پہ تم ہو شیدا
قرار ہوگا یا دِل کو دائم!
ملے گا دِل میں حسیں کا جلوہ

ترانۂ اُلفت ہی گا کے دیکھو
نقوشِ دوئی مٹا کے دیکھو
بدی کو دِل سے ہٹا کے دیکھو
ذرا تو اس کو گھٹا کے دیکھو
تخمِ نیکی اُگا کے دیکھو
بیگانے اپنے بنا کے دیکھو
وہ سرِ محفل جلا کے دیکھو
جنوں کو رہبر بنا کے دیکھو
خودی کا پردہ ہٹا کے دیکھو
اُسی میں سر کو جُھکا کے دیکھو

ضرور ہی ہوگا وصالِ شاہد
دِل کو اوپر اُٹھا کے دیکھو

ستی مدالسا (قسط ۳)

از قلم حکیم رمیل داس جی مضطر

راجکمار رت دھوج کی پرتگیا

اگرچہ اس جنم میں سندری پتنی مدالسا مجھے پھر نہ مل سکی۔ تو دوسری کوئی استری میری جیون ساتھی نہیں ہو سکتی۔ مرگ نینی گندھرب راجکماری مدالسا کے سوا دوسری کسی استری کے ساتھ میرا سنجوگ نہیں ہو سکتا۔ یہ میں نے بالکل ستیہ کہا ہے۔

ناگ کمار اپنے پتا جی سے کہہ رہے ہیں کہ اسی طرح راجکمار رت دھوج مدالسا کے بغیر استری سمبندھی سب بھوگوں کو تیاگ کر اب اپنے ہم عمر متروں کے ساتھ من بہلاتے ہیں۔ اور انتر کا دکھ انتر میں ہی دبائے ہوئے ہیں۔ پتا جی! اب آپ ہی بتلادیں، کہ ان کے اس دکھ کو، سنسار میں کون پرش ہٹا سکتا ہے؟ کس میں یہ شکتی ہے، کہ ستی مدالسا کو پھر سے زندہ کر کے راجکمار کے من کو سکھی کرے۔ یہ کام تو دیوتاؤں کے لئے بھی کٹھن ہے۔

پرشارتھ اور تپ کی مہما

اپنے دونوں بیٹوں کی زبانی راجکمار رت دھوج کی اس ادھیت کتھا کو سن کر ناگ راج اشوتر کے دل پر بہت اثر ہوا۔ اور انہوں نے اپنے پتروں سے مخاطب ہو کر کہا۔ "کہ اگر کبھی کام کو ناممکن مان کر انسان اس کے لئے کوشش نہیں کریں گے۔ تو اس سے ان کی بڑی ہانی ہوگی۔ پرشارتھ سے ناممکن بھی ممکن ہو جاتے ہیں۔ اس لئے انسان کو پرشارتھ کبھی نہیں چھوڑنا چاہیئے۔ کرم کی سدھی دیو (پراربدھ) اور پرشارتھ دونوں پر منحصر ہے۔ تپ سے سارے کام سدھ ہو جاتے ہیں۔ تپ سے ہی ستی ساوتری اور بیہولا نے اپنے مرے ہوئے پتیوں کو پراپت کر لیا۔ اسی لئے میں تپ کا آسرا لے کر اپنی کوشش کروں گا کہ جس سے بہت جلدی کامیابی ہو جائے"۔

اتنا کہہ کر ناگ راج اشوتر ہمالیہ پہاڑ کے پلکش اور ترن تیرتھ میں جو سرسوتی کا منبع ہے۔ جا کر کٹھن تپسیا کرنے لگے۔ وہاں وہ تینوں وقت اشنان کرتے اور مت آہاری ہو کر سرسوتی دیوی میں من لگا کر مدھر بانی سے ان کی استتی کیا کرتے۔

سرسوتی دیوی کی اُستتی

دوہا

بندوں دیوی سرسوتی ہنس واہنی مات
بینا پُستک دھارنی۔ شکل تمہارو گات

آدی شکتی ودیا نپی سب۔ دیون سرمور
ناشو تمر اگیان کو۔ شرناگت ہوں تور

میرے ہردے میں کرو۔ ماتا گیان پرکاش
اپنے سُت کی ماں کرو۔ پُورن مَن کی آس

شِو کی اُستت کے لئے۔ شکتی دیجئے مات
مجھ پر ہوں پرسن وہ دین جنوں کے ناتھ

مم جِہبا پر آ بسو۔ ماتا کرو سہائے
اُستت سُن پرسن ہوں مو پر شنکر رائے

اسی طرح بار بار اُستتی کرنے سے ماتا سرسوتی پرسن ہو کر پرگٹ ہوئیں، اور بولیں "کمبل کے بھائی ناگ راج اشوتر میں پرسن ہوں۔ تمہارے من میں جو اچھا ہو، وہ بتاؤ۔ میں وَر دُوں گی"۔

اشوتر نے ہاتھ جوڑ کر کہا۔ ماتا! پہلے تو آپ میرے بھائی کمبل کو ہی سہائتا رُوپ سے مجھے دیجئے۔ پھر ہم دونوں بھائیوں کو سنگیت کے سب سُوروں کا گیان کرا دیجئے۔ کہ جس سے میں سنگیت میں بھگوان شِو جی کی اُستتی کر سکوں۔

سرسوتی دیوی "تتھا استو" کہہ کر انتردھیان ہو گئیں۔ اُن کی کرپا سے کمبل اور اشوتر سنگیت وِدیا میں ماہر ہو گئے۔ تب وہ دونوں بھائی کیلاش کی چوٹی پر نواس کرنے والے بھگوان شنکر کی ارادھنا کرنے کے لئے وہاں گئے۔ اور بین کی نے کے ساتھ سات طرح کے مدھر گیتوں سے اُن کو پرسن کرنے لگے بہت دِنوں تک اُستتی کرنے پر اُن کے سنگیت سے بھگوان شنکر پرسن ہو کر بولے۔ "ناگ راج! ور مانگو"۔

تب کمبل سمیت۔ ناگ راج اشوتر نے مہادیو جی کو پرسن کر کے کہا۔ "پربھو۔ اگر آپ ہم دونوں پر پرسن ہیں تو ہمیں کرپا کر کے یہ من چاہا وَر دان دیجئے۔ کہ راج کمار رِت دھوج کی پتنی مدالسا جو کہ مر چکی ہے۔ پہلے جیسی اوستھا میں میری کنیا کے رُوپ میں پرگٹ ہو۔ پہلے جیسی ہی اُس کی سُندرتا ہو۔ نیز وہ یوگنی اور یوگ وِدیا کی ماتا ہو کر میرے گھر میں پیدا ہو۔

مدالسا کا ناگ راج کے ہاں پرگٹ ہونا

مہادیو جی نے کہا۔ ناگ راج۔ جو کچھ تم نے کہا ہے۔ وہ میری کرپا سے اوشیہ پُورن ہو گا یعنی مدالسا جس طرح مری ہے اُسی رُوپ میں تمہارے گھر پرگٹ ہو گی۔ اور تم اُسے راجکمار رِت دھوج کے ارپن

کروگے۔ وہ میرے آشیرباد سے لوک دویا ہیں ماہر اور اپنے پتروں کو بھوساگر سے تارنے والی ہوگی۔

بھگوان شنکر سے ور پاکر دونوں بھائی اُن کے چرنوں میں پرنام کرکے خوشی خوشی رساتل میں لوٹ آئے ——— بھگوان شنکر سرب سمرتھ ہیں۔ اُن کی بات کبھی متھیا نہیں جا سکتی۔ وقت پر سُندری مدالسا اُن کے ہاں پرگٹ ہوگئیں۔ ناگ راج نے یہ بات کسی پر پرگٹ نہیں کی، اور گپت روپ سے مدالسا کی اپنے محل میں پرورش کی۔

ادھر ناگ راج کے دونوں بیٹے روزانہ بھولوک میں جاتے اور رت دھوج کے ساتھ پریم پورو وقت گذارتے تھے۔ ایک دن ناگ راج نے اپنے بیٹوں سے کہا۔ "پترو! میں نے پہلے تم لوگوں سے جو کچھ کہا تھا اُسے تم کیوں نہیں کرتے۔ راجکمار رت دھوج سداچاری، پریمی، پراُپکاری اور مان دینے یوگ ہیں۔ پھر تم اُن کا اُپکار کرنے کے لئے اُنہیں میرے پاس کیوں نہیں لے آتے۔

راجکمار رِت دھوج کا ناگ لوک میں جانا

اپنے پریمی پتا کے اِس طرح آگیا دینے پر دونوں بھائی بھولوک میں اپنے مِتر کے پاس گئے۔ اور کچھ بات چیت کا پرسنگ چلا کر اُنہوں نے رت دھوج کو اپنے گھر چلنے کے لئے کہا۔ راجکمار نے اُن دونوں مِتروں کو جواب دیا۔ بھائیو! یہ گھر بھی تو آپ کا ہی ہے۔ میرا جو کچھ بھی ہے اِندراز ایشوریہ ہے۔ وہ سب آپ کا ہی ہے۔ اگرچہ آپ کا میرے ساتھ سچّا پریم ہے تو آپ جتنا بھی دھن رتن وغیرہ کسی کو دینا چاہیں، وہ یہاں سے لے کر دیں۔ یہ میری بدقسمتی ہے کہ آپ میرے گھر کو اپنا نہیں سمجھتے۔ اگر آپ کا کچھ بھی مجھ پر پریم ہو۔ تو آپ میرے دھن اور ایشوریہ کو اپنا ہی سمجھیں۔ آپ لوگوں کا جو کچھ ہے، سو میرا ہے۔ اور جو کچھ میرا ہے، وہ آپ لوگوں کا ہے۔ آپ لوگ میرے باہری پران ہیں۔ اِس بات کو سچ مانیں۔ میں سچے دِل سے قسم کھا کر کہتا ہوں، کہ آپ کرپا کرکے پھر ایسی بھید بھاؤ کی بات اپنے مُنہ سے کبھی نہ نکالیں گے۔"

راجکمار کی یہ پریم بھری باتیں سُنکر دونوں ناگ کُماروں کی آنکھوں سے پریم کے آنسو بہنے لگے۔ اور وہ گدگد ہوکر بولے۔ "رت دھوج! تم سچ کہتے ہو۔ ہمارے من میں بھی ایسا ہی بھاو ہے۔ ہم آپ کے گھر کو اپنا ہی گھر سمجھتے ہیں۔ مگر ہمارے پتاجی نے آپ کو دیکھنا چاہا ہے۔ اُنہوں نے بار بار ہمیں تاکید کی ہے۔ کہ اپنے مِتر راجکمار کے درشن کراؤ اسی وجہ سے ہم نے آپ سے پرارتھنا کی ہے۔ سو آپ سویکار کریں۔"

اِتنا سُنتے ہی راجکمار فوراً اپنے سنگھاسن سے اُٹھ کھڑے ہوئے، اور بولے۔ "جو پتاجی کی آگیا ہے، میں وہی کروں گا۔" اِتنا کہہ کر اُنہوں نے جھک کر پرنام کیا، اور کہا۔ بھائیو میں دھنیہ ہوں۔ میں بہت ہی خوش قسمت ہوں۔ کیونکہ آج پتاجی نے مجھے دیکھنے کی خواہش کی ہے۔ اِس لئے مِترو چلو۔ اُن کی سیوا میں چلیں

اَلیسا کہہ کر راجکمار اُن دونوں ناگ کُماروں کے ساتھ شہر سے باہر نکلے اَور لوتر گومتی کے کنارے پر گئے۔ سب لوگ گومتی کی دھارا میں اُتر کر چلنے لگے۔ راجکمار نے سوچا۔ ندی کے اُس پار اُن کا گھر ہوگا۔ لیکن اتنے میں ہی اُن ناگ کُماروں نے کھینچ کر پاتال پہنچا دِیا۔ وہاں جانے پر اُنھوں نے دونوں مِتروں کو پرم سُندر ناگ کُماروں کے رُوپ میں دیکھا۔ اُنھیں اِس رُوپ میں دیکھ کر راجکمار بہت متعجب ہوئے! اور انہوں نے مسکراتے ہُوئے پریم پُوروک کہا۔ واہ، یہ خُوب رہی۔ آپ دیو کماروں کو مِتر روپ میں پا کر میں دھنیہ ہو گیا۔

پاتال لوک کو دیکھکر راجکمار بہت خُوش ہُوئے۔ وہاں کہیں تو بینا کی مُدھر دھونی کے ساتھ سنگیت کے شبد سُنائی دیتے تھے۔ کہیں مردنگ اَور ڈھول وغیرہ باجے بج رہے تھے۔ سینکڑوں عالی شان محل چاروں اطراف دکھائی دیتے تھے۔ اِس طرح ناگ کُماروں کے ساتھ وہاں کی شوبھا کو دیکھتے ہُوئے راجکمار رت دھوج آگے بڑھنے لگے۔ کچھ دُور جانے پر سب ناگ راج کے محل میں داخل ہُوئے۔ ناگ راج اشوتر سونے کے سنگھاسن پر جس پر منی مونگے وغیرہ رتنوں کی جھالریں لگی تھیں۔ براجمان تھے۔ اُن کے انگوں میں دِویہ ہار اور دویہ کپڑے شوبھا پاتے تھے۔ کانوں میں منی کُنڈل جھلملا رہے تھے۔ سفید مونیوں کا منوہر ہار چھاتی کی شوبھا بڑھا رہا تھا، اور بھجاؤں میں بازو بند دِیدہ زیب تھے۔ دونوں ناگ کُماروں نے کہا یہی ہمارے پِتا جی ہیں" کہہ کر اُن کو درشن کرایا۔ اَور پِتا جی سے یہ نویدن کیا۔ کہ" یہی ہمارے مِتر ویر رِت دھوج ہیں"۔

رت دھوج نے بڑے اَدب سے سر جُھکا کر ناگ راج کو پرنام کیا اَور ناگ راج نے اُنہیں پریم پُوروک اُٹھا کر چھاتی سے لگا لیا۔ پھر اِن کا مستک سُونگھ کر کہا۔ بیٹا چرنجیوی رہو۔ دُشمنوں کا ناش کر کے ماتا پِتا کی سیوا کرو۔ بیٹا تم دھنیہ ہو۔ کیونکہ تمہارے مِتر تمہاری عدم موجودگی میں تمہارے گُنوں کی تعریف کرتے ہیں۔ جن کے گُنوں کی تعریف مِتر لوگ پیٹھ پیچھے کریں۔ وُہی پُرش دھنیہ ہے بھگوان کرے کہ تمہارے یہ گُن اَور بھی بڑھیں۔ کیونکہ گُنی پُرشوں کا جیون ہی سارتھک ہے۔ گُن ہین آدمی تو جیتے جی مرے ہُوئے کی مانند ہیں۔ گُن وان ہی ماں باپ کو شانتی اَور سنتوش دیتا ہے۔

دیوتا، پِتر، براہمن، مِتر، یاچک، دُکھی آدمی اَور بھائی بند سب کے سب گُنی پُرشوں کو آشیرباد دیتے ہیں۔ جن کی کبھی نندا نہیں ہُوئی۔ جو دِین دُکھیوں پر دَیا کرتے ہیں۔ اَور زمانہ کے ستائے ہُوئے لوگ جن کی شرن لیتے ہیں۔ اَیسے گُنی پُرشوں کا جنم لینا ہی سپھل ہے۔

ویر رت دھوج سے اِس طرح کہہ کر اُن کا سواگت سنکار کرنے کے لئے ناگ راج اپنے پُتروں سے بولے۔" بیٹا اِسنان وغیرہ سب کاموں کو پُورا کر کے اُنہیں من چاہا بھوجن کراؤ۔ اِس کے بعد ہم لوگ ان کے من کو پرسن کرنے والی باتیں کہیں گے"۔ راجکمار نے چُپ چاپ اُن کی آگیا سویکار کی۔ اِس کے

بعد سب لوگوں نے خوشی خوشی بھوجن کیا۔

رت دھوج اور مدالسا کا ملاپ

بھوجن کر لینے کے بعد مہاتما اشوتر، اُن کے بیٹے اور راجکمار چاروں اکٹھے بیٹھے۔ ناگ راج نے من کو پیاری لگنے والی باتیں کہہ کر اپنے پُتروں کے سکھا کو پرسن کیا۔ اور پُوچھا "آیشمنی! آج تم میرے گھر پر آئے ہو۔ اس لئے جس وستُو سے تمہیں سُکھ ملے اور جس کے لئے تمہارے من میں زبردست خواہش ہو، وُہی تم مجھ سے لے لو۔ جیسے پُترا اپنے پتا سے من کی بات کہتا ہے۔ اسی طرح تم بھی بے دھڑک ہو کر مجھ سے اپنا منورتھ کہو۔ تم مجھ سے نایاب سے نایاب وستو بھی لے سکتے ہو۔"

راجکمار نے دست بستہ کہا۔ بھگوان آپ کی کرپا سے میرے پتاجی کے گھر میں کسی بات کی کمی نہیں ہے۔ قیمتی سے قیمتی وستوئیں موجود ہیں۔ اس لئے کسی سنساری وستو کی مجھے ضرورت نہیں ہے۔ جب تک پتاجی پر تھوی پر اور آپ پاتال لوک میں راج کرتے ہیں۔ تب تک میرے من میں کوئی کامنا پیدا نہیں ہوتی۔ کیونکہ پتاجی اور آپ کی کرپا سے میری سب کامنائیں پُورن ہو جاتی ہیں۔ وہ آدمی بڑے ہی خوش قسمت ہیں۔ کہ جن کے پتا زندہ ہیں۔ بھلا میرے پاس کیا نہیں ہے۔ سجن، متر، تندرست شریر، دھن اور جوانی سبھی کچھ تو ہے۔ جو سب طرح کی چنتاؤں کو تیاگ کر اپنے پتا کی بھجاؤں کا آشرا لیئے رہتے ہیں۔ وُہی پُرش سُکھی ہیں۔ میں تو آپ کی کرپا سے پتاجی کے دیئے ہُوئے دھن رتن وغیرہ بھنڈاروں میں سے ہر روز من چاہا دان کیا کرتا ہوں۔ یہاں آکر میں تو آپ کے درشن سے کرتارتھ ہو گیا۔

راجکمار کی ایسی برخورداری کی باتیں سُنکر ناگ راج نے پریم سے کہا۔ اگر مجھ سے سونا اور رتن وغیرہ لینے کو تمہارا من نہیں چاہتا۔ تو اور ہی کوئی وستُو جو تم کو سب سے زیادہ پیاری ہو، مانگو۔ میں دوں گا۔

رت دھوج نے کہا۔ بھگوَن آپ کی کرپا سے مجھے کسی بات کی کمی نہیں ہے۔ آپ دیوتا ہیں۔ اور میں انسان ہوں۔ آپ نے اپنے شریر سے بغلگیر کر کے مجھے کرتارتھ کیا۔ اس سے میں شادکام ہو گیا۔ میرا جیون سپھل ہو گیا۔ ناگ راج آپ کی جو چرن دھول پرنام کرنے سے میری پیشانی پر لگی ہے۔ اس سے میں نے کیا نہیں پا لیا۔ ارتھات مجھے سب کچھ مل گیا۔ پھر بھی اگر آپ مجھے ور دینا چاہتے ہیں، تو یہی دیجئے کہ میرے ہردے سے شبھ کرموں کے سنسکار کبھی نشٹ نہ ہوں، اور میں ہمیشہ شبھ کرم کرتا رہوں۔

مہاتما اشوتر نے کہا۔ "بیٹا! ایسا ہی ہوگا۔ تمہاری بدھی سدا دھرم میں لگی رہے گی۔ تو بھی تم اس وقت میرے گھر میں آئے ہو۔ اس لئے تم کو منشیہ لوک میں جو وستو نایاب معلوم ہو، وہی مجھ سے مانگ لو۔"

ناگ راج کے اس طرح بار بار اصرار کرنے پر راجکمار رت دھوج اپنے دونوں متروں کی طرف دیکھنے لگے۔ تب ان دونوں نے پتاجی کو پرنام کر کے راجکمار کی جو منو کامنا تھی، اور جس کے لئے وہ سب کچھ بھول گئے

ہُوئے بھی دِل میں دُکھی رہتے تھے۔ اسے صاف طور پر کہنا شروع کیا۔ انہوں نے کہا پتاجی! "گندھرب راجکماری مدالسا ان کی پیاری پتنی تھی۔ اُس کو کسی دُشٹ دیت نے جو راجکمار سے دُشمنی رکھتا تھا۔ دھوکا دِیا۔ ارتھات اُس دیوی نے اُس دیت کے مُکھ سے راجکمار کی موت کی جُھوٹی خبر سُن کر اپنے پیارے پرانوں کو تیاگ دیا۔ تب اِن راجکمار نے بھی اپنی پتنی کے پریم سے متاثر ہو کر یہ پرتگیا کی ہے۔ کہ مدالسا کو چھوڑ کر زندگی میں کسی دُوسری استری کو پتنی نہیں بناؤں گا۔ پتاجی! یہ وِیر رت دھوج آج اُسی سُرو انگ سُندری مدالسا کو دیکھنا چاہتے ہیں۔ اگر ایسا کیا جا سکے، تو ان کا منورتھ پُورن ہو سکتا ہے۔"

راجکمار رت دھوج نے لمبی سانس لے کر کہا۔ مدالسا تو سوَرگ سُدھار گئیں۔ اب اُن کا درشن تو ناممکن ہی ہے۔

ناگ راج اشوتر نے مُسکراتے ہُوئے کہا۔ بیٹا! جو بات اِنسانوں کے لئے ناممکن ہے، وہ دیوتاؤں کے لئے ممکن ہے۔ پُرشارتھ اور تپ سے ناممکن بھی ممکن ہو سکتا ہے۔ مَیں اپنے تپ کے بل سے تمہیں مدالسا سے پھر مِلا سکتا ہُوں۔ بتلاؤ، مدالسا سے مِلنا چاہتے ہو؟

راجکمار نے اِلتجا سے سر جُھکا لیا۔

یہ دیکھ کر ناگ راج سنگھاسن سے اُٹھے، اور اندر محل میں چُھپائی ہُوئی مدالسا کو اپنے ساتھ لے آئے۔ اور راجکمار کو دِکھا کر پُوچھا۔ "رت دھوج! یہ تمہاری پتنی مدالسا ہے یا نہیں؟"

اُسے دیکھتے ہی راجکمار سب لاج چھوڑ کر اُٹھے اور ہائے پیارے کہتے ہُوئے اُس کی طرف بڑھے۔ تب ناگ راج نے اُسے روکا۔ اور مدالسا کے مر کر زِندہ ہونے وغیرہ کی ساری کتھا کہہ سُنائی۔ اور کہا۔ راجکمار! پُرشارتھ اور بُدھی کے بَل سے سب ناممکن کام بھی ناممکن ہو جاتے ہیں۔ اگر مَیں ناممکن مان کر مدالسا کے لئے تپ نہ کرتا۔ تو مدالسا کے مِلنے سے آج مجھے اور تم کو جو سُکھ پراپت ہُوا ہے۔ وہ نہ مِل سکتا۔ اِس لئے سمجھ دار آدمی بُدھی پُوروک پُرشارتھ سے کبھی بھی مُکھ نہ موڑے۔ یہی سپھلتا (کامیابی) کا مُول منتر ہے۔"

اِتنا کہہ کر مہاتما اشوتر نے مدالسا کو رت دھوج کے سُپرد کر دیا۔ راجکمار نے بڑی بے تابی سے گدگد ہو کر اپنی پیاری پتنی کو گرہن کیا۔ سب طرف خُوشی کی لہر دَوڑ گئی۔ اِس کے بعد راجکمار کے یاد کرتے ہی اُن کا پیارا گھوڑا بھی وہاں پر آ گیا۔ تب ناگ راج کی آگیا لے کر اور اُن کو پرنام کر کے وہ گھوڑے پر چڑھے، اور مدالسا سمیت اپنے نگر کو چل دیئے۔ گھر پہنچ کر راجکمار نے اپنے ماتا پِتا کو ڈنڈوت پرنام کیا، اور اپنے ناگ لوک میں جانے اور وہاں ناگ راج اشوتر کی کرپا سے مدالسا کو پھر سے پراپت کرنے کا سارا حال سُنا دِیا۔ کلیان مئی مدالسا نے بھی ساس اور سُسر وغیرہ سب کے چرنوں میں پرنام کیا۔ اُن ستی دیوی کو پھر سے اپنے درمیان دیکھ کر سب کو بڑی خوشی ہُوئی۔ اور

اس تقریب میں مہاراجہ شتروجت نے ایک بہت بڑا اُتسو کیا، اور خوب پُنیہ دان کرکے یاچکوں کو پرسن کیا۔ ایشور سے ہماری یہی پرارتھنا ہے۔ کہ

جس طرح سے اُنہیں باہم ملایا
بچھڑے ہوئے سب ملیں خدایا

دوسرا بھاگ

ستی مدالسا کا اپنے پتروں کو اُپدیش

مدالسا بہت گُن وتی تھی۔ اُنہوں نے اپنے سد بیوہار سے ساس سُسر اور اپنے دیگر سب رشتہ داروں کو اپنا گرویدہ بنا لیا۔ اور اپنے اُپکاری وسدا اچاری پتی رت دھوج کے ساتھ سُکھ سے جیون گزارنے لگیں۔ بھگوان شو کے وردان سے وہ یوگ وِدّیا میں ماہر تھیں۔ پُورن برہم گیا تا ہونے کے باعث وہ سنسار کو اسار اور متھیا مانتی تھیں، اور سرب آتم بھاو میں مگن تھیں۔

آخر وقت پاکر مہاراجہ شتروجت دھرم پوروک پرتھوی کا پالن کرتے ہوئے پرلوک سدھار گئے۔ تب منتریوں اور نگر کے مانیہ پُرشوں نے رت دھوج کو راج گدی پر بٹھا دیا۔ اور وہ اپنے پُوجیہ پتا جی کی طرح اپنی پرجا کا حقیقی سنتان کی مانند پالن کرنے لگے۔

وقت پاکر ستی مدالسا کے گربھ سے پہلا پتر پیدا ہُوا۔ راجہ نے اُس کا نام وِکرانت رکھا۔ اس سے خاندان کے سب لوگ بہت خوش ہوئے۔ مگر مدالسا اس نام کو سُن کر ہنسنے لگیں۔ وہ پُورن برہم گیا تا ہونے کے باعث نام اور رُوپ کو متھیا جانتی تھیں۔ اس لئے جب اس کا بالک زور زور سے رونے لگتا تھا۔ تب وہ اُسے مندرجہ ذیل لوری دیا کرتی تھیں۔

(نوٹ:۔ اصل لوری سنسکرت کے سُندر اور مدھر شلوکوں میں ہے ذیل میں ان شلوکوں کا ترجمہ دیا جاتا ہے)

مدالسا کی لوری

۱۔ ہے پیارے! تُو تو شُدھ آتما ہے۔ تیرا کوئی نام نہیں ہے۔ یہ فرضی نام تو تجھے ابھی ملا ہے۔ یہ شریر بھی پانچ بھوتوں کا بنا ہُوا ہے۔ نہ یہ تیرا ہے، اور نہ تُو اس کا ہے۔ پھر کس لئے رو رہا ہے۔

۲۔ یا تُو روتا نہیں ہے۔ یہ شبد تو راجکمار کے پاس پہنچکر اپنے آپ ہی پرگٹ ہوتا ہے۔ تیری سب اِندریوں میں جو بہت طرح کے گُن اور اوگنوں کی کلپنا ہوتی ہے۔ وہ بھی پنچ بھوتک ہونے سے متھیا ہی ہے۔

۳۔ جیسے اِس سنسار میں بہت ہی کمزور بھوت دُوسرے بھُوتوں کے ملنے سے بتدریج بڑھتے ہیں۔ اِسی طرح اگن اور جل وغیرہ بھوتک (مادی) پدارتھوں کے ملنے سے پُرش کا پنچ بھوتک شریر پیشٹ ہوتا ہے۔ اور بڑھتا ہے۔ اِس سے تجھ آتما کی نہ تو بڑھتی ہوتی ہے اور نہ گھٹتی (کمی) ہی ہوتی ہے۔ مطلب یہ، کہ آتما سم اور ویاپک ہے۔ وہ بڑھتا گھٹتا نہیں ہے۔ پانچ بھوتوں کا بنا ہُوا شریر ہی بڑھتا اور گھٹتا ہے۔

۴۔ اِس لئے تو اِس دیہہ رُوپی چولے کی جیرن (کمزور یا نشٹ) ہونے پر موہ نہ کرنا۔ بھلے بُرے کرموں کے مطابق یہ دیہہ ملا ہے۔ تیرا یہ چولا اہنکار کی مضبوط رسّی سے بندھا ہُوا ہے (تو آتما تو اِس سے بالکل آزاد ہے)

۵۔ کوئی جیو پتا کے رُوپ میں پرگٹ ہوتا ہے، اور کوئی پُتر کہلاتا ہے، کسی کو ماتا اور کسی کو پیاری استری کہتے ہیں۔ کوئی "یہ میرا ہے" ایسا کہہ کر اپنایا جاتا ہے۔ اور کوئی "میرا نہیں ہے"۔ اِس بھاو سے پرایا مانا جاتا ہے۔ اِس طرح یہ بھوتوں کے ہی انیک رُوپ ہیں۔ ایسا تجھے ماننا چاہیئے۔

۶۔ اگرچہ سب بھوگ دُکھ رُوپ ہیں۔ تو بھی اگیانی جیو اُنہیں دُکھ مٹانے والا اور سُکھدائی سمجھتا ہے۔ مگر جو ودوان (گیانی) ہیں۔ جن کا چت مہاموہ سے ڈھکا ہُوا نہیں ہے۔ وہ اُن بھوگوں سے پیدا ہونے والے سُکھوں کو بھی دُکھ ہی مانتے ہیں۔ اور ان میں رغبت نہیں رکھتے۔

۷۔ استری کی ہستی کیا ہے؟ (دانت رُوپی) ہڈیوں کی نمائش ہی تو ہے۔ جسے ہم سُندر نین کہتے ہیں۔ وہ صرف چربی کے وکار ہیں اور موٹے موٹے کُچ (تھن) وغیرہ مانس کی گانٹھیں ہی تو ہیں۔ پس آدمی (پُرش) جس پر فریفتہ ہوتا ہے۔ وہ نوجوان استری کیا نرک کی جیتی جاگتی تصویر نہیں ہے؟

۸۔ زمین پر گاڑی چلتی ہے۔ گاڑی پر شریر (جسم) رہتا ہے۔ پھر اِس جسم میں بھی ایک دُوسرا پُرش (آتما) براجمان ہے۔ مگر زمین اور سواری میں ویسی زیادہ ممتا نہیں دیکھی جاتی، جیسی کہ اپنے شریر میں دیکھی جاتی ہے۔ (اِس کا کارن اگیان ہی ہے)

تینوں بیٹوں کو برھم گیانی بنانا

جُوں جُوں بالک بڑھنے لگا۔ تُوں تُوں رانی مدالسا اُسے بہلانے کے لئے برھم گیان کا اُپدیش کرنے لگیں۔ جُوں جُوں بالک کے شریر میں بل آتا جاتا، اور جُوں جُوں وہ اپنے پتا سے سنساری بیوہار سیکھنے لگا۔ تُوں تُوں ماتا کے بچنوں سے اُسے آتم تتو کا گیان بھی پراپت ہوتا گیا۔ اِس طرح جنم سے ماتا نے اپنے بیٹے کو برھم گیان کا اُپدیش دے کر پُورن ویراگی بنا دیا۔

اِس کے بعد جب مدالسا کے گربھ سے دُوسرا بالک پیدا ہُوا۔ تو پتا نے اِس کا نام سباہو رکھا۔ اِس پر بھی مدالسا ہنسنے لگیں۔ اِس بالک کو بھی وہ پہلے کی طرح ہی رونے سے چُپ کرانے کے بہانے

اُپدیش دینے لگی۔

"ہے بیٹا! تُو شدھ ہے۔ بُدھ (گیان سوُروُپ) ہے۔ اور نرنجن (وکار سے رہت) ہے۔ ارتھات سچدانند سوروپ رتیہ مکُت سوبھاو ہے۔ سنساری مایا تو تجھے چھُو تک نہیں گئی۔ اِس لئے تُو سوپن سمان اِس سنسار کی نیند کو تیاگ دے، اور اپنے سوُروُپ (آتم سوُروُپ) میں جاگ۔

اِس طرح بچپن میں ہی سُندر سُندر اُپدیش دے دے کر مہارانی مدالسا نے اپنے دُوسرے بیٹے کو بھی برھم گیانی بنا دیا۔ جس سے وُہ بھی سنسار سے وِرکت ہو گیا۔

اسی طرح تیسرا پُتر پیدا ہونے پر راجہ نے اُس کا نام شترو مردن رکھا۔ اِس پر بھی مہارانی مدالسا بہت دیر تک ہنستی رہی۔ اور اس کو بھی اس نے اپنے پہلے پُتروں کی طرح گیان کی لوریاں دے کر پرم گیانی بنا دیا۔ جس سے وہ بھی بڑا ہو کر سنساری کام کاج کو تیاگ کر ویراگ کو پراپت ہو گیان پوروک نشکام کرموں میں مَن کو لگانے لگا۔

اِس کے بعد جب چوتھا پُتر پیدا ہُوا، اور راجہ رِت دھوج اِس کا نام سنسکار کرنے لگے۔ تب بھی مدالسا ہنس پڑی۔ یہ دیکھتے ہی راجہ کو بہت تعجب ہُوا۔ اور اُنہوں نے پُوچھا۔ "پریہ! جب جب مَیں نام سنسکار کرنے لگتا ہُوں۔ تب تب تم ہنستی کیوں ہو؟ اِس کا کارن مجھے بتاؤ۔ مَیں تو سمجھتا ہُوں کہ وکرانت، سباہو اور شترو مردن بڑے اچھے نام ہیں اور کھشتریوں کے یوگیہ نیز شُور بیرتا کو پرگٹ کرتے ہیں۔ بھدرے۔ اگر تمہارے مَن میں یہ شنکا ہو، کہ یہ نام ٹھیک نہیں ہیں، تو میرے اِس چوتھے پُتر کا نام کرن تم خود ہی کر لو۔"

مدالسا نے کہا۔ آپ کی آگیا پالن کرنا میرا دھرم ہے۔ اِس لئے آپ جیسا کہتے ہیں۔ اِس کے مطابق مَیں اِس کا نام رکھوں گی۔ یہ دھرم گیاتی بالک اِس سنسار میں "الرک" کے نام سے مشہور ہوگا۔ آپ کا یہ چھوٹا بیٹا بڑا اُدھیمان ہوگا۔

"الرک" یہ بھدا سا نام سُن کر مہاراج قہقہہ لگا کر ہنس پڑے اور بولے۔ شبھے! تُم نے میرے بیٹے کا یہ جو "الرک" نام رکھا ہے۔ اِس کا کیا کارن ہے۔ اَیسا بے ڈھنگا نام تُم نے کیوں رکھا؟

مدالسا نے کہا۔ مہاراج! یہ نام رُوپ تو سنسار کی کلپنا ہے۔ سنساری بیوہار چلانے کے لئے کوئی بھی نام رکھ لیا جاتا ہے۔ اِس سے آتما کا کچھ بھی سمبندھ نہیں ہے۔ آپ نے جو نام رکھے ہیں۔ وہ بھی بے معنی ہیں۔ کیسے، سو بتلاتی ہُوں۔ سُنئے! گیانی لوگ پُرش (آتما) کو ویاپک بتلاتے ہیں۔ آپ نے پہلے پُتر کا نام وکرانت رکھا ہے۔ اِس کے ارتھ پر وِچار کیجئے۔ کرانتی حرکت کا نام ہے، اور ایک جگہ سے دُوسری جگہ جانے کا نام حرکت ہے۔ جب اِس دیہہ کا ایشور (آتما) سب جگہ ویاپک ہے۔ تب وہ دوسری جگہ آ جا نہیں سکتا۔ اِس لئے اس کا وکرانت نام مجھے عبث ہی جان پڑتا ہے۔

راجن! دوسرے پُتر کا جو سباہو نام رکھا گیا ہے۔ وہ بھی بے معنی ہے۔ کیونکہ آتما نرآکار ہے۔ اُس کی باہو کہاں سے آئی۔ تیسرے بیٹے کا جو شترومردن نام رکھا ہے۔ میری سمجھ میں وہ بھی بے محل ہے۔ کیونکہ شترو کا ارتھ دشمن ہے۔ جب سب شریروں میں ایک ہی آتما رہتا ہے۔ تب اس کا کون دشمن ہے؟ اور کون دوست؟ کثیف بھوت ہی کثیف بھوتوں کو کچلتے ہیں۔ آتما تو سوکھشم (اموُرت) ہے۔ اس کا مارنا کیسے ہو سکتا ہے۔ کرودھ وغیرہ جذبات آتما سے جدا ہیں۔ اس لئے یہ اری مردن یا شترومردن نام بھی بے معنی ہے۔ اگر سنساری بیوہار چلانے کے لئے ایسے بسٹ نام رکھے جا سکتے ہیں۔ تو الرک نام کیوں آپ کو بے معنی جان پڑتا ہے۔

مدالسا کے کہنے کا مطلب یہ تھا کہ مہاراج! اگرچہ آپ اپنے پُتروں کو بیر کھشتری بنانا چاہتے ہیں۔ مگر اس سے جنم مرن تو چھوٹ سکتا ہے۔ مگر دکھ کی پورے طور پر نورتی، تو آتم گیان سے ہوتی ہے۔ اس لئے میری پرتگیا تو یہ ہے۔ کہ

جون جیو مم گربھ میں آئے
سو پُن جنم مرن نہیں پائے

اس لئے مہاراج۔ میں تو اپنے پُتروں کو برہم گیان کا اُپدیش دے کر مُکت کروں گی۔ تاکہ یہ جنم مرن کے بندھن سے چھوٹ جائیں۔ یہی تو پرم پرشارتھ ارتھات منش جنم لینے کا پرم پھل ہے۔

مدالسا کا الرک کو کھشاتر دھرم کا اُپدیش دینا

مدالسا نے جب اپنے پتی کو اس طرح سمجھایا۔ تب وہ ان کی بات سچی مان کر بولے۔ "پریہ! تمہارا کہنا یتھارتھ ہے۔ اس کے بعد مدالسا نے اپنے چوتھے پُتر الرک کو بھی پہلے پُتروں کی طرح برہم گیان کی لوریاں دینی شروع کیں۔ تب راجہ نے اُس سے کہا ــــــ "دیوی! یہ کیا کرتی ہو۔ پہلے بیٹوں کی طرح اسے بھی گیان کا اُپدیش دے کر میرے بنس کو اُکھاڑنے پر کیوں تُلی ہو۔ اگر تمہیں میری خوشی اور بھلائی منظور ہو۔ اگر میری بات کا ماننا تم اپنا دھرم سمجھتی ہو، تو میرے اس بیٹے کو پرورتی مارگ پر لگاؤ۔ ایسا کرنے سے کرم مارگ نشٹ نہیں ہوگا۔ اور دھرم کی مریادا قائم رہے گی۔ اس لئے سُندری! تم میرے اس پُتر کو ایسا اُپدیش دو، کہ جس سے اسے لوک اور پرلوک میں اُتم پھل دینے والے کھشاتر دھرم کے کاموں کا ٹھیک ٹھیک گیان پراپت ہو۔

پتی کی اس آگیا کو سُن کر پتی ورتا مدالسا نے کہا۔ "بہت اچھا مہاراج! میں اپنے اس پُتر آپ کی حسبِ خواہش کھشاتر دھرم کی سکھشا دوں گی جس سے یہ آپ کے اور آپ کے خاندان کے یش کو بڑھاوے گا۔

(آگے پرچہ ماہ نومبر میں پڑھیں)

نیتی شتک بھرتری ہری (مسلسل)

مترجم شری ساحر سنامی ایم اے

شلوک ۷۰ کون ہے، عزت نہ کرتا ہو جو اُس انسان کی عاجزی ہیں جو فضیلت جانتا ہو جان کی
دوسروں کی مدح گوئی کو جو خوبی جان لے جو شکستہ دل میں اپنی کامیابی مان لے
جو بُروں کو اور غمازوں کو اپنے عفو[1] سے صحبتِ احباب میں شرمندہ و نادم کرے

شلوک ۷۱ جس طرح جھکتی ہے شاخِ بارور[2] وقتِ ثمر[3] اور اُتر آتا ہے نیچے وقتِ بارش ابرِ تر
بس یہی صورت ہے اُن کی بھی جو ہیں نیک خصال وہ کبھی جھک جاتے ہیں پاتے ہیں اگر مال و منال

شلوک ۷۲ شاستر سُننے سے زینت کان کی ہے بالیقیں[4] ہوں اگر کُنڈل مرصع کان میں، وہ کچھ نہیں
نیک کے قالب کی زیبائش ہے نیکی کا شعار عطر مَلنے سے نہیں زینت بدن کی زینہار

شلوک ۷۳ ہو گیا معلوم ہم کو یہ بزرگوں کے طفیل! دوست جو سچے ہوں ان کی ہے علامت حسبِ ذیل
دوستوں کو وہ گناہوں سے بچاتے ہیں مدام[5] اور نیکی کی ہدایت سے انہیں رہتا ہے کام
پردہ پوشی کرتے ہیں وہ اُن کے عیبوں کی مدام خوبیاں ان کی جتاتے ہیں وہ پیشِ خاص و عام
ساتھ دیتے ہیں مصیبت دوستوں پر ہو اگر وقت پر دیتے ہیں حسبِ استطاعت[6] ان کو زر

شلوک ۷۴ جس طرح سُورج کھلا دیتا ہے بے مانگے کنول چاند سے جیسے چکوریں پاتی ہیں راحت کا پھل
ابرِ باراں بے طلب سیراب کرتا ہے زمیں گو زمیں اپنی زباں سے کچھ طلب کرتی نہیں
عین اسی صورت سے جو اصحاب ہیں عالی نسب جان تک دے دیتے ہیں اوروں کی خاطر بے طلب

شلوک ۷۵ درجۂ اعلیٰ کا انساں ہے وُہی جو بر ملا! اپنا نقصاں کرکے بھی کرتا ہے اوروں کا بھلا
درجۂ اوسط کے ہر انسان کو شام و سحر ساتھ اپنے فائدہ اوروں کا ہے مدِ نظر
درجۂ ادنےٰ کا وہ انسان ہے سب سے بُرا دوسروں کا کرکے نقصاں جو اُٹھائے فائدہ
ایسے بد خصلت کمینے جو ہمیں ملتے رہیں جانور ہیں وہ ہم اُن کو آدمی کیوں کر کہیں

شلوک ۷۶ دوستی اُن کی جنہیں کہتے ہیں سب نیک خصال ایسی ہوتی ہے جیسے دیں دُودھ پانی کی مثال
دُودھ کی صحبت سے پانی کو بھی یہ عزت ملی اُس کی خاصیت بھی پائی اس نے رنگ و شکل بھی
دیکھتا ہے جب کبھی پانی دُودھ کو جلتا ہُوا دُودھ سے پہلے وہ خود جلتا ہے ہوتا ہے فنا

---

۱ معاف کردینا، ۲ پھل دار، ۳ پھل، ۴ بالکل، ۵ ہمیشہ، ۶ حیثیت

دیکھتا ہے دودھ جب پانی کی اس تکلیف کو — جوش میں آ کر ابلتا ہے کہ آتش سرد ہو
اس پہ جب پانی کے قطرے ڈال دیتا ہے کوئی — واپسی پر دوست کی پاتا ہے ٹھنڈک روح کی
بیٹھ جاتا ہے مسرت سے کہ پھر یار آ گیا — دوستی کا لطف اس کو پھر بھی اک بار آ گیا

شلوک ۷۷ جو کوئی دیکھے سمندر کو نگاہِ غور سے — اس کو آئیں گے نظر جلوے ہزاروں طور کے
شیش سیا پر ادھر بھگوان وشنو جلوہ گر — دور تک ہوں گے پہاڑی سلسلے پیشِ نظر
دوپہر کو آگ برساتی ہے گرمی حشر خیز — سارے پانی کو وہ کھولاتی ہے ہو کر تیز تیز
پھر بھی بل آتا نہیں ہرگز جبینِ[1] بحر پر — ہو نہیں سکتا سکوں اس کا کبھی زیر و زبر
اس سے ثابت ہے کہ ہے اس کا تحمل بے مثال — نیک انسانوں کا ہوتا ہے سمندر کا سا حال

شلوک ۷۸ اب یہ سنئے کیا ہوا کرتے ہیں نیکوں کے صفات — جن کے باعث ہوتی ہے مقبولِ عالم ان کی ذات
وہ ہوس کو چھوڑ کر کرتے ہیں بخشش اختیار — نخوت[2] و ناز و تکبر سے انہیں ہوتی ہے عار
ہر برائی سے انہیں پرہیز ہوتا ہے مدام — راست گوئی سے صداقت سے رہا کرتا ہے کام
نیک لوگوں کی ہی ہوتی ہے انہیں صحبت پسند — اور ہوتی ہے انہیں داناؤں کی خدمت پسند
قابلِ انسانوں کی عزت کرنا ہے ان کا شعار — دشمنوں کو بھی نہیں ناراض کرتے زینہار
خوب پھیلاتے ہیں وہ دنیا میں اپنا ہر کمال — نیک نامی کا ہمیشہ دل میں رکھتے ہیں خیال
ہو اگر کوئی مصیبت کا کہیں مارا ہوا — رحم کھاتے ہیں وہ اس کے حال پر بے انتہا

شلوک ۷۹ ایسے نیک انسان دنیا میں ہوا کرتے ہیں کم — دیکھ کر جو دوسروں کو غم میں خود کھاتے ہیں غم
فیض پہنچاتے ہیں ان کو اپنے جان و مال سے — کوئی دم غافل نہیں رہتے وہ ان کے حال سے
ان کے ادنے سے ہنر کو بھی سمجھتے ہیں بڑا — ہر کمال ان کا بیاں کرتے ہیں سب سے برملا

شلوک ۸۰ سونے چاندی کے پہاڑوں سے بھلا کیا فائدہ — جن سے پا سکتا نہیں کوئی درخت اپنی غذا
کوہ ملیاچل کی عظمت کو سمجھ اے نیک بخت
جس پہ بن جاتے ہیں صندل کے شجر کڑوے درخت

[1] سمندر کا سا ماتھا، [2] غرور۔

گوبند پرکاش (ھندی)
مصنفہ۔ شری ۱۰۸ سوامی گوبند آنند جی مہاراج
صفحات 640
چھپائی بہترین، کاغذ اعلیٰ سفید، مضبوط جلد میں ملبوس۔ قیمت صرف -/7 روپے
علاوہ ڈاک خرچ -/3 روپے، کل -/10 روپے میں حاصل کریں۔ پتہ:۔ دفتر رسالہ اوم بازار اجمیری گیٹ دہلی ۶

مہرشی پاتنجلی کا یوگ شاستر

مترجم منشی سُورج نارائن مہر

ایشور پرندھان یا تسلیم و رضا

سمادھی کی دُوسری سبیل ایشور پرندھان ہے۔ اس کے معنی ہیں اپنے سب کام ایشور کے حوالے کرتا اور من کرم بچن سے ایشور کا ہو رہنا۔ عربی میں اسے تسلیم و رضا کہتے ہیں۔ یعنی سب کاموں کو خُدا کی طرف سے سمجھ کر خوشی خوشی بے شکوہ و شکایت تسلیم کرنا اور اُن پر راضی رہنا۔ عیسائیوں کے ہاں یہی مسئلہ رزِگنیشن کہلاتا ہے۔ یعنی ہر قسم کے فکر و افکار چھوڑ کر ایشور کا ہو رہنا اور اپنے سب کام اُس کی مرضی پر چھوڑ دینا۔ ایشور پر ندھان بھگتوں کا دین و ایمان ہے۔ ہر قسم کے ایشور وادی اس مسئلے کو نہائیت ہی عزت و حرمت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور کرموں یعنی اعمال و افعال کی سب سے اُونچی معراج سمجھتے ہیں۔

یہاں قدم اوّل پر یہی اعتراض اُٹھتا ہے کہ یوگ میں ایشور پرندھان کا کیا کام ہے۔ بھگوان پتنجلی سانکھیہ شاستر کے ماننے والے ہیں۔ یوگ میں کوئی نیا نظام فلسفہ گھڑ کر کھڑا نہیں کیا گیا ہے۔ بلکہ سانکھیہ کے مسائل جُوں کے تُوں لے لئے ہیں۔ غرض سانکھیہ اور یوگ دونوں ایک ہیں۔ فرق ہے تو بس اتنا ہے کہ ویدانت کی طرح سانکھیہ بچار شاستر ہے اور یوگ میں عملی پہلو لیا گیا ہے۔

آج کل ایک ایسا فرقہ اُٹھا ہے کہ اس نے ہندوستان کے پُرانے شاستروں کے معنی اپنے من گھڑت مسائل کے بموجب بدلنے شروع کئے ہیں۔ یہ لوگ سانکھیہ سُوتروں کے معنی میں تاویلات اور اول بدل کر کے یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ سانکھیہ شاستر میں بھی نیائے اور ویشیشک درشنوں کی طرح ایشور مانا گیا ہے۔ لکھنے والے کے قلم اور بولنے والے کی زبان کو کوئی روک نہیں سکتا۔ آزادی کا زمانہ ہے۔ اور ہر شخص اپنی رائے آزادانہ طور پر ظاہر کرنے کا مختار ہے اور سنسکرت درشنوں کے پڑھنے اور سمجھنے والے تھوڑے ہیں۔ اس واسطے جو کچھ کوئی چاہے کہہ سکتا ہے۔ کسی قسم کی روک ٹوک نہیں ہے۔ مگر شاستروں کے معنی سمجھنے والے جانتے ہیں کہ سُوتروں کے معنی تقدیم و تاخیر کے لحاظ سے لگائے جاتے ہیں۔ یہ دیکھا جاتا ہے کہ مضمون شروع کیونکر ہُوا ہے۔ اور بیچ میں اُسے کیونکر نبھایا ہے۔ جب جا کر آخر کے معنی کئے جاتے ہیں۔ اگر تمہید کچھ اور ہے۔ بیچ کا مطلب اُس تمہید کا معاون و مددگار ہے تو نتیجہ وہ نکالنا جو آغاز و وسط کے بالکل خلاف ہے محض ہٹ دھرمی ہے۔ سانکھیہ کی تعلیم شروع سے آخر تک ملاحظہ فرمایئے اور دیکھئے کہ

فلسفے کی اصل اصُول کیا ہے۔ پھر کوئی نتیجہ قائم کیجئے تو درست ہے، وَرنہ نا درُست ؎

سانکھیہ پردھان یعنی مادّے سے خلقت عالم بتاتا ہے۔ کام جننا ہے، وہ مادّے ہی میں ہوتا ہے۔ حرکت اور تبدیلِ ہئیت یعنی پرینام مادّہ کرتا ہے۔ غرض جو تبدیلی ہے، وہ مادّے میں ہے اور مادّہ ہی سب کچھ خود کرتا ہے، چیتن نہیں۔ وجہ یہ ہے کہ سانکھیہ اننت یعنی لاتعداد چیتن پرش مانتا ہے۔ جو محض گیان سرُوپ ہیں اور اسی واسطے اکرتا ہیں۔ یعنی کچھ کام نہیں کر سکتے۔ اس بات کو نگاہ غایر اور استدلال منقیانہ سے خوب غور و خوض سے سوچئے تو ہر سوچنے والا سمجھ سکے گا کہ صریحاً ظاہر ہے کہ پُرش جب گیان سرُوپ ہیں، تو وہ کام کیا کر سکتے ہیں۔ ٹھوس وزنی عرض و طول و عمق والے مادّے کو گیان حرکت میں نہیں لا سکتا۔ پس سانکھیہ میں دو بڑے تتو پرکرتی اور پُرش ہیں، جو اپنی ہستی میں ویدانت کی طرح ایک دوسرے کے تابع نہیں۔ پرکرتی پرینام پاتی ہے اور پُرش محض تماشائی ہیں۔ جو اگیان کی حالت میں پرکرتی کے تماشوں میں محو ہو کر اپنے آپ کو مغالطے سے بدھ سمجھ رہے ہیں اور بھوگوں کے مزّے لے رہے ہیں۔ جب تتوؤں کا گیان ہو جاتا ہے، تو بھوگوں سے نگاہ ہٹتی ہے اور اپنے شُدّھ گیان سرُوپ میں قائم ہو جاتے ہیں۔ جو موکش کی حالت ہے۔ بھوگوں کا مزہ لینا اور سرُوپ میں قائم ہونا دونوں انُوبھو یا احساس کے کھیل ہیں، جو کرم شمار نہیں ہو سکتے۔ کرم تمام پرکرتی میں ہے۔

پرکرتی اور پُرش دو وجودوں کے مسئلے سے جب، اور جگت کی توضیح ہو گئی، تو تیسرے وجود یعنی ایشور کی سانکھیہ میں مطلق ضرُورت نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سانکھیہ میں ایشور نہیں مانا گیا ہے۔ یوگ چونکہ فلسفے میں سانکھیہ کا تابع ہے۔ اس میں بھی جگت رچنا یا نظام عالم میں ایشور کا کچھ کام نہیں ہے۔ پھر جو پتنجلی بھگوان نے ایشور کو لیا ہے۔ وہ کس غرض سے لیا ہے۔ ان کے فلسفے میں ایشور کچھ کام نہیں دیتا۔ اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ بے شک جگت رچنا اور قیام عالم وغیرہ میں سانکھیہ کی طرح یوگ میں بھی ایشور کی ضرورت تو نہیں ہے۔ مگر ایشور کا خیال ناکارہ نہیں ہے۔ کام دیتا ہے۔ بھگوان پتنجلی ایشور کو دھیان جمانے کی غرض سے لیتے ہیں۔ جہاں یوگ میں دھیان جمانے کے واسطے اور بہت سی چیزیں لی گئی ہیں، اور مختلف طریقے بتائے گئے ہیں۔ ان میں سے ایک ایشور بھی ہے۔

یوگ کے فلسفے میں ایشور کا دخل نہیں ہے۔ چنانچہ جہاں ایشور کا ذکر آیا ہے۔ وہاں بھگوان پتنجلی مندرجہ ذیل سوتر دیتے ہیں۔ ایشور کی رضا پر راضی رہنے سے سمادھی بہم پہنچتی ہے۔ اور پُرشوں سے الگ ایشور ایک پُرش ہے اور اسے کلیش کرم کرم پھل اور واسنا چھُو نہیں گئی ہے۔ اُس میں سروگیتا کے بیج کی سب سے پرلی حد ہے، وہ قدما کا بھی گوُرو ہے۔ کیونکہ وقت سے محدُود نہیں ہے۔ اس کا مظہر بلفظ اوم ہے۔

فلسفے کے لحاظ سے یوگ میں ایشور کا قدم درمیان میں لانا بالکل غیر ضروری ہے۔ مگر توکل اور

تسلیم و رضا سے قلب کو شانت کرنے اور دھیان جمانے کی قابلیت بہم پہنچانے کی غرض سے ارباب یوگ سے معلوم ہوتا ہے کہ بھگتوں سے ایشور کا مسئلہ لیا ہے۔ ویدانت میں بھی ایشور متھیا مانا گیا ہے، مگر اپاسنا کے خیال سے ایشور کو سب ہی آ جا رہے لیتے ہیں۔ ناظرین اوپر کی تحریر سے یہ نہ سمجھیں کہ میں ناستک ہوں۔ اور ایشور اپاسنا کے برخلاف لکھ رہا ہوں۔ ہاں بھگت اور ایشور وادی ایشور کو کچھ اور طرح مانتے ہیں، اور یوگ اور ویدانت میں ایشور کچھ اور طرح مانا گیا ہے مسئلہ تسلیم و رضا یا ایشور پر ندھان میں اگر دونوں ایک ہو جاتے ہیں۔

یہاں ہر شخص یہ ہے کہ سمادھی کی بڑی روک بند علائق یا راگ ہے۔ اسی سے چت میں دمبدم تازہ برتیاں اٹھتی رہتی ہیں۔ یہ اٹھتی اس واسطے ہیں کہ ہم اپنے آپ کو طاقتور ماننے بیٹھے ہیں کہ اپنے واسطے بھلائی ہی بھلائی پیدا کر لیں گے۔ اور برائی کو نکال کر باہر کر دیں گے۔ مگر کارخانہ قدرت کا کچھ اور حساب ہے۔ یہاں جگہ جگہ روک ہے۔ قدم قدم پر ٹھوکر ہے۔ پس اپنی طاقت کا واہمہ باطل طبیعت سے نکال لیا جائے۔ تو چت میں بیراگ پیدا ہوگا۔ جو سمادھی کا قدم اول ہے۔ بھگوان پتنجلی دھیان جمانے کی بہت سی تجاویز بتاتے ہیں۔ جن پر عمل کرنے سے کامیابی ہو سکتی ہے۔ انہیں میں سے ایک یہ ہے کہ آدمی اپنے کو ایشور کے اوپر چھوڑ دے، اور بھروسہ یہ رکھے کہ جو کچھ کرتا ہے ایشور کرتا ہے اور میری بھلائی کے لئے کرتا ہے۔ یہ سوچ کر ہر بات کو آدمی خوشی سے تسلیم کرے، آپ صرف کام کرے، اور ثمرہ ایشور پر چھوڑ دے۔ بھگوت گیتا کی بھی یہی تعلیم ہے۔ جس شخص نے چت کی یہ حالت پہنچائی ہے۔ اسے بہت جلد سمادھی بہم پہنچ جاتی ہے۔

ایشور پر ندھان کے ساتھ ایشور کے نام اوم کا جاپ، اور اس کے معنی پر چنتن کرنا بھی بھگوان پتنجلی بتلاتے ہیں اور اس کا پھل یہ بیان کرتے ہیں کہ اس جاپ سے اندرونی چیتن کا احساس اور رکاوٹوں کا ناس ہوتا ہے۔ جاپ کے معنی منہ سے اوم اوم بولتے رہنا ہے۔ اس کی یہاں تک مشق ہونی چاہیئے کہ عادت پڑ کر طبیعت بن جائے۔ انتہائی کمال یہ ہے کہ اجپا جاپ ہونے لگے۔ یعنی منہ سے آدمی نہ بولے تو اندر خود بخود جاپ ہوتا رہے۔

اوم تین حروف سے مرکب ہے۔ ا و م۔ یہ تین ماترائیں کہلاتی ہیں۔ اردھ ماترا یعنی نصف ماترا اور ہے۔ جو گپت یعنی مخفی ہے۔ حروف کی صورت میں ظاہر نہیں ہے۔ جاپ میں اکار بولنے کے ساتھ دھیان یہ کیا جاتا ہے کہ جاگرت کے جگت یعنی عالم بیداری کی دنیا میں ایشور سرو ویاپی ہے۔ اُکار بولتے کے ساتھ یہ دھیان کہ ایشور سوپن کے جگت یعنی عالم خواب کی دنیا اور تمام سوکشم سرشٹی میں سرو ویاپی ہے۔ مکار بولنے کے ساتھ یہ کہ جاگرت اور سوپن یا کثیف و لطیف دنیاؤں کا جو کارن سشپتی ہے۔ اور جس سے دونوں عالم ظہور میں آتے ہیں، اس میں بھی ایشور سرو ویاپی ہے۔ اس طرح تینوں عالموں میں ایشور کے متعلق سرو ویاپکتا کی بھاونا کر کے اردھ گپت ماترا کے سہارے اس کے شدھ اور کیول گیان روپ ہونے کا دھیان کرنا چاہیئے۔ کہ گیان سروپ ہونے کی وجہ سے وہ تینوں عالموں میں سرو ویاپک ہوتا ہوا بھی تینوں سے نرلیپ اور سدا اپنے سروپ میں قائم و ثابت ہے۔ یہ دھیان اندرونی چیتن کے احساس اور رکاوٹوں کے ناس کا باعث ثابت ہوا کرتا ہے۔

(باقی پھر)

مہابھارت
کا
ایک سین

کرن پرب

وشیم پائن جی کہتے ہیں ——— "راجن! درونا آچاریہ کے مارے جانے سے دُریودھن وغیرہ کورو بہت گھبرا گئے۔ وہ درون کے لئے وِلاپ کرتے ہوئے اشوتتھاما کے پاس جاکر بیٹھے، اور کچھ دیر تک شاستر کی یُکتیوں سے اُسے دھیرج دیتے رہے۔ پھر سونے کے وقت اپنے اپنے کیمپوں میں چلے گئے۔ کرن، دُشاسن اور شکنی نے دُریودھن کے ہی کیمپ میں رات گزاری۔ سوتے وقت وہ چاروں ہی پانڈوؤں کو دیئے ہوئے کلیشوں پر وچار کرتے رہے۔ پانڈوؤں کو جوئے میں جو کشٹ بھوگنے پڑے تھے، اور دروپدی کو جو بھری سبھا میں گھسیٹ کر لایا گیا تھا۔ وہ سب باتیں یاد کرکے انہیں بڑا پشچاتاپ ہوا۔ اُن کا من بہت اشانت ہو گیا۔

آخر جب سویرا ہو گیا، تو سب نے اپنا اپنا نت کرم پورا کیا۔ پھر قسمت پر بھروسہ کرکے دھیرج دھر کر اُنہوں نے سینا کو تیار ہونے کی آگیا دی، اور یُدھ کے لئے نکل پڑے۔ دُریودھن نے کرن کو درونا آچاریہ کی جگہ پردھان سیناپتی بنایا، اور برہمن لوگوں کو گائے، سورن وغیرہ دان دے کر آشیرواد پراپت کی۔ پھر سُوت، ماگدھ اور بندی گن جے جے کار کرنے لگے۔ اِسی پرکار پانڈو بھی صبح ہونے پر یُدھ کا نشچے کرکے کیمپوں سے نکلے۔

ارجن نے دشمن کے مقابلے میں اپنی سینا کا اردھ چندراکار وِیوہ بنایا۔ اُس کے بائیں بھاگ میں بھیم، دائیں بھاگ میں دھرشٹ دیومن اور درمیانی جگہ پر یُدھشٹر اور ارجن کھڑے تھے۔ نکل اور سہدیو دونوں یُدھشٹر کے پیچھے تھے۔ باقی سب ویروں کو بھی اُن کے یوگیہ ستھان پر کھڑا کیا گیا تھا۔ فتح کے خواہشمند ویروں کے سنگھ ناد کی آواز سُنائی دینے لگی۔ مہا دھنُردھر کرن کو سب سے آگے کھڑا دیکھ کر کورو سینا کو درونا آچاریہ کے وِیوگ کا دُکھ بھول گیا تھا۔

اِس کے بعد کرن اور ارجن آمنے سامنے کھڑے ہوئے اور دونوں ایک دوسرے کو دیکھتے ہی کرودھ میں بھر گئے۔ اُن کی سینا بھی ایک دوسرے سے بھڑ گئی۔ بس بھیانک یُدھ چھڑ گیا۔ ہاتھی سوار، گھوڑ سوار اور پیدل سبھی شترو سینا پر ٹوٹ پڑے۔ نانا پرکار کے استروں، شستروں سے یودھاؤں کے مستک کٹ کٹ کر گرنے لگے۔

مہان دھنُردھر کرن نے بھی اپنے تیکھے بانوں سے پانڈو سینا کا سنگھار کرنا شروع کیا۔ اُس کے ناراچوں کی چوٹ سے جھُنڈ کے جھُنڈ ہاتھی چنگھاڑنے لگے۔ یہ دیکھ سُوت پُتر کرن پر نکل نے دھاوا کیا۔ دُوسری طرف اشوتتھاما پانڈو سینا کا سنگھار کر رہا تھا۔ اُسے بھیم سین نے جا کر روکا۔ کیکے دیش کے یودھا وند اور انوِوند کو ساتیکی نے روک لیا۔ شُرت کرما نے چِتر سین کا مقابلہ کیا۔ شُرت کرما کے بڑے بھائی پُرتی وندھیہ (دروپدی کے پُتر) نے چِتر سین کا مُقابلہ کیا۔ دُریودھن اور راجہ یُدھشٹر بھڑ گئے۔ اور کرودھ سے بھرے ہُوئے سنشپتکوں پر ارجن نے دھاوا کیا۔ دھرشٹ دلیومن کرپا آچاریہ کے ساتھ شکھنڈی کرت ورما کے ساتھ لڑنے لگا۔ شری کیرتی کا (دروپدی پُتر) شلیہ کے ساتھ اور سہدیو کا دوشاسن کے ساتھ یُدھ ہونے لگا۔

سنجے نے کہا ——— "راجن! اُدھر ارجن نے سنشپتکوں کی طُوفانی سینا میں گھُس کر ہاہا کار مچا دی۔ وہ تیز کئے ہُوئے بانوں سے کورو ویروں کے مستک کاٹ کاٹ کر گرانے لگے۔ تھوڑی دیر میں رن بھُومی لاشوں سے بھر گئی۔

اشوتتھاما کی گرجنا سُن کر ارجن نے اُس کے چھوڑے ہُوئے بانوں کے تین تین ٹکڑے کر ڈالے۔ اِس کے بعد اُس کو چھوڑ کر سنشپتکوں کے رتھ، ہاتھی، گھوڑے، سارتھی، دھوجا اور پیدل سپاہیوں کو بھینکر بانوں سے مارنا شروع کیا۔ کانڈیو سے نکلے ہوئے بان تین تین میل پر کھڑے گھوڑوں، ہاتھیوں اور منشوں کو بھی مار گراتے تھے۔ اُس وقت ارجن نے دُشمن کے بہت سے گھوڑ سواروں اور پیدل سپاہیوں کا صفایا کر ڈالا۔ لیکن سنشپتک ویر جی توڑ کر لڑے، اور بہت سے بھاگنے کی بجائے بہادری سے ڈٹ کر رن بھُومی میں کھیت رہے، اور کچھ بھاگنے لگے۔

یہ دیکھ انگ ونگ اور کلنگ دیشوں کے ویر نشادوں کو ساتھ لئے ارجن کو مار ڈالنے کی نیت سے ہاتھیوں پر سوار ہو کر وہاں چڑھ آئے۔ لیکن ارجن کے بانوں کی مار سے وہ ہاتھی پہاڑ کے شِکھر کی طرح کٹ کٹ کر زمین پر گرنے لگے۔ یہ دیکھ اشوتتھاما پھر ارجن اور شری کرشن پر بانوں کی بارش کرنے لگا اُس نے پانچ تیکھے بانوں سے تو ارجن کو گھائل کیا، اور پانچ بانوں سے شری کرشن جی کی چھاتی پر چوٹ کی۔ اُن دونوں کے شریر سے خُون بہنے لگا۔ اُن کو اِس پرکار ویاکُل دیکھ کر سب یہی سمجھنے لگے۔ کہ اشوتتھاما سے دونوں اب بچ نہیں سکتے۔

تب بھگوان کرشن نے ارجن سے کہا۔ "ارجن! ڈھیل کیوں کر رہے ہو، مارو اسے۔ جیسے علاج نہ کرنے پر مرض لاعلاج ہو جاتا ہے۔ اُسی طرح لاپرواہی کرنے پر شترو بڑا دُکھ دائی ہو جائے گا۔"

بہت اچھا کہہ کر ارجن نے آگیا مانی، اور ساودھان ہو کر اُنہوں نے اشوتتھاما کی چھاتی، بھجاؤں، سر اور جنگھا کو بانوں سے بیندھ دیا۔ پھر گھوڑوں کی لگام کاٹ کر اُنہیں بانوں سے بیندھ دیا۔ گھوڑے

گھبرا کر بھاگ گئے اور اشوتھاما کورن بھومی سے باہر لے گئے۔ اشوتھاما ارجن کے بانوں سے گھائل ہو چکا تھا۔ کہ پھر لوٹ کر اس میں لڑنے کی ہمت نہ رہی۔ تھوڑی دیر تک گھوڑوں کو روک کر اس نے آرام کیا۔ اور پھر کرن کی سینا میں پرویش کیا۔ ارجن پھر سنشپتکوں کا صفایا کرنے لگا۔

ارجن نے منگل گرہ کی طرح ٹیڑھی چال چل کر بہت سے سنشپتکوں کا سنگھار کر ڈالا۔ بے شمار پیدل، گھوڑ سوار، رتھی اور ہاتھی ارجن کے بانوں کی مار سے اپنا دھیرج کھو بیٹھے۔ کتنے ہی چکر کاٹنے لگے، کچھ بھاگ گئے، اور بہت سے گر کر مر گئے۔

دُریودھن اور بھیم سین کا گدا یُدّھ!

بھیم سین جی نے یُدھشٹر سے کہا —— بھیّا! آپ کے ہردے میں جو کانٹا سدا چُبھتا رہا۔ آج اُسے سدا کے لئے ملیا میٹ کر دوں گا۔ اِس پاپی کو گدا سے مار کر اس کے شریر کے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالوں گا۔ اب یہ ہستنا پور کے درشن نہیں کر سکے گا۔ اِس دُشٹ نے میرے بچھونے پر سانپ چھوڑا۔ بھوجن میں زہر دیا۔ گنگا کے پانی میں مجھے بے ہوشی کی حالت میں باندھ کر پھینک دیا۔ لاکھ محل میں ہم سب کو ہماری ماتا سمیت جلا ڈالنے کی ناپاک کوشش کی، کپٹ پانسوں سے سب کچھ چھین کر بھری سبھا میں ہمیں گالیاں نکالیں، دروپدی کا اپمان کیا۔ اِسی کے کارن بارہ برس تک بن میں اور ایک برس وراٹ نگر میں ہمیں طرح طرح کے کشٹ بھوگنے پڑے۔ آج سب کا بدلہ چُکا کر میں ان دُکھوں سے چھٹکارا پا جاؤں گا۔ اِسے مار کر اپنی آتما کا رِن چُکاؤں گا۔ اِس دُشٹ کا دانہ پانی اب ختم ہو چُکا ہے۔ اب اِسے اپنے ماتا پِتا کے درشن کبھی نہیں ہوں گے، اب یہ کُل کا بنک، اپنے راج، راج لکشمی اور پرانوں سے ہاتھ دھو کر ہمیشہ کے لئے زمین پر سو جائے گا۔"

یہ کہہ کر ہی بھیم سین گدا یُدّھ کے لئے ڈٹ گئے، اور دُریودھن کو للکارنے لگے۔ دُریودھن بھی گدا اونچی کر کے بڑھا۔ یہ کہہ کر بھیم سین پھر کرودھ میں بھر کر بولے —— "دُریودھن! وارناوت میں راجہ دھرت راشٹر اور تُو نے جو پاپ کئے تھے۔ اُنہیں آج یاد کر لے۔ تُو نے بھری سبھا میں رجسولا دروپدی کو جو کلیش پہنچایا۔ جوئے کی بازی میں تم نے شکنی کے ساتھ مل کر جو یُدھشٹر کا راج پاٹ چھین کر دھوکہ کیا۔ اُن سب کا بدلہ چُکاؤں گا۔ خوشی کی بات ہے جو آج تُو سامنے کھڑا دکھائی دے رہا ہے۔ تیری وجہ سے بھیشم، درون، کرن اور شلیہ جیسے لاثانی ویر مارے گئے۔ تیرے بھائی اور لاکھوں کھشتری ویر موت کے گھاٹ اُتر گئے۔ سب سے پہلے ویر کی آگ بڑھانے والے اور دروپدی کو دُکھ دینے والے شکنی، دوشاسن اور پراتی کامی چل بسے۔ اب تو ہی رہ گیا ہے۔ اِس لئے تو بھی اِس گدا سے موت کے گھاٹ اُترنے والا ہے۔ اِس میں ذرا بھی شک نہیں"۔

بھیم سین گدا لیئے بڑے زور سے اُس کی طرف دوڑے۔ دریودھن نے بھی سنگھ ناد کر کے آگے بڑھ کر اُس کا سامنا کیا۔ پھر دونوں دو متوالے ہاتھیوں کی طرح ایک دُوسرے سے بھِڑ گئے، اور دونوں ایک دُوسرے پر گدا چوٹ کرنے لگے۔ اُس وقت گدا کی چوٹ سے بھینکر آواز پیدا ہوتی تھی۔ دونوں لہولہان ہو گئے۔

گدا کی بھینکر چوٹوں سے دونوں کے شریر خُون سے لتھ پتھ تھے۔ ارجن نے بھیم کو جو اشارہ کیا تھا۔ اُسے دُریودھن بھی کچھ کچھ سمجھ گیا تھا۔ اِس لئے وہ ایک دم اُن سے دُور ہٹ گیا۔ جب پھر نزدیک آیا۔ اسی وقت بھیم نے بڑے زور سے اس پر گدا چلائی۔ اُدھر سے دُریودھن اُچھلا۔ وہ گدا اُس کی جانگھوں میں لگی۔ اُس گدا سے دُریودھن کی دونوں جانگھیں ٹُوٹ گئیں، اور وہ لڑکھڑا کر زمین پر گر پڑا۔

بھگوان شری کرشن کا ہستناپور میں جا کر دھرت راشٹر اور گاندھاری کو دھیرج دینا اور واپس پانڈوؤں کے پاس آنا

جنمیجے نے پُوچھا ——— مُنی ور! دھرم راج یدھشٹر نے شری کرشن جی کو گاندھاری کے پاس کیوں بھیجا؟ جب پہلے وہ صلح کرانے کوروؤں کے پاس گئے تھے۔ اُس وقت تو اُن کی مرضی پُوری نہ ہُوئی جس کے پھل سروپ یہ یدھ ہُوا۔ اب جب سارے یودھا مارے گئے۔ دُریودھن گر گیا، اور پانڈوؤں کا کوئی شترو نہ رہا۔ تب ایسی کیا ضرورت پیش آئی جس کے لئے بھگوان کرشن کو پھر وہاں جانا پڑا۔ مجھے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اِس میں بھی کوئی راز ہے؟

ویشم پاین جی نے کہا ——— "راجن! تم نے جو کچھ پُوچھا، وہ ٹھیک ہی ہے۔ میں اِس کا اصلی مطلب تجھے بتلاتا ہُوں۔ سُنو! بھیم سین نے اپنی پرتگیا کا پالن تو کیا۔ لیکن یدھ کے نیم کا اُلنگھن کر کے دُریودھن کو مارا۔ یہ دیکھ کر دھرم راج یدھشٹر کو بڑا بھے ہُوا۔ اُنہوں نے سوچا دُریودھن کی ماتا گاندھاری بڑی تپسونی ہے۔ اُنہوں نے جیون بھر گھور تپسیا کی ہے۔ وہ چاہے تو تینوں لوکوں کو شاپ دے کر بھسم کر سکتی ہے۔ اِس لئے پہلے اُنہیں ہی شانت کرنا چاہیئے۔ نہیں تو اپنے پُتر کے بھیم سین کے ہاتھوں اِس طرح انیائے سے مارے جانے پر وہ اپنی شاپ اگنی سے ہمیں بھسم کر دے گی۔ یہ سوچ کر ہی انہوں نے بھگوان کرشن سے کہا۔ "گوبند! آپ کی ہی کرپا سے ہم نے نِشکنٹک راج پایا ہے۔ صرف اپنی طاقت سے تو ہم یہ یدھ کبھی بھی کرنے کا حوصلہ نہ کر سکتے تھے۔ آپ نے ہی سارتھی بن کر ہماری مدد اور رکھشا کی ہے۔ اگر اِس یدھ میں آپ ارجن کے سارتھی نہ ہوتے، تو یہ سمندر جیسی اپار کورو سینا کو جیت کر اُس کے پار کیسے پہنچ جاتے؟ ہم لوگوں کے لئے آپ نے اپنی چھاتی پر بان برچھے، تومر، شکتی، ترشول اور گداؤں کے وار سہن کیئے۔ کونسا کشٹ ہے، جو آپ کو ہماری وجہ سے نہیں اُٹھانا پڑا۔ اب دُریودھن کے پراست ہو جانے سے ہمارا اُپدیش تھ سپھل ہو گیا ہے۔ اگرچہ ہماری فتح ہو چُکی ہے۔ پھر بھی میرے من میں ابھی کئی طرح کے سندیہہ بھرے پڑے ہیں۔ مادھو! ذرا آپ گاندھاری کے کرودھ کا خیال

رکھیئے۔ وہ کٹھور تپسیا کرتی کرتی سُوکھ کر کانٹا ہو گئی ہے۔ اپنے پتّروں اور پوتروں کو مرا ہُوا سُنکر وہ نشچے ہی شاپ دے کر ہمیں بھسم کر ڈالے گی۔ اس لئے اس وقت اُنہیں پرسن کرنا ضروری ہے۔ پرشوتم! جب وہ پُتر کے شوک سے ویاکل ہو کر لال لال آنکھیں کر کے دیکھیں گی۔ اُس وقت آپ کے بغیر اور کون اُن کے سامنے نگاہ کر سکتا ہے۔ اس لئے اُنہیں شانت کرنے کے لئے ایک بار آپ ضرور ہستنا پور جایئے۔ آپ میں ہی اس جگت کی اُتپتی ستھتی اور لے ہوتی ہے۔ اس لئے آپ ہی گیان اُپدیش کر کے گاندھاری کو جلدی ہی شانت کر سکیں گے۔ ویاس جی بھی آج کل وہیں ہیں، اور اُن کی موجودگی میں وہاں جانا آپ کے لئے اور بھی اچھا ہے۔"

دھرم راج کی بات سُن کر بھگوان نے اپنے سارتھی داڑک کو رتھ تیار کرنے کو کہا۔ جب رتھ تیار ہو گیا۔ تو وہ اس پر چڑھ کر ہستنا پور روانہ ہُوئے۔ جب وہ نگر میں پہنچ گئے۔ تو رتھ سے اُترے، اور دھرت راشٹر کو اپنے آنے کی اطلاع دے کر اُن کے محل میں گئے۔ جاتے ہی ویاس جی کا درشن ہُوا۔ جو پہلے سے وہاں پدھارے ہُوئے تھے۔ شری کرشن جی نے ویاس جی اور راجہ دھرت راشٹر کے چرن چھُوئے اور گاندھاری جی کو بھی پرنام کیا۔ پھر وہ دھرت راشٹر کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے کر پھُوٹ پھُوٹ کر رونے لگے۔ اُنہوں نے دو گھڑی تک شوک کے آنسو بہائے۔ پھر جل سے آنکھیں دھو کر آچمن کیا۔ اور دھرت راشٹر سے کہا۔—— "بھارت! آپ بزرگ ہیں۔ اس لئے کال وش جو کچھ ہُوا، اور ہو رہا ہے۔ وہ آپ سے چھپا ہُوا نہیں ہے۔ پانڈو سدا سے ہی آپ کی آگیا کا پالن کرتے ہیں۔ اُنہوں نے بہت کوشش کی، کہ کسی طرح ہمارے کُل کا ناش نہ ہو، وہ بالکل نردوش تھے۔ تو بھی دھوکے سے اُن کا جُوئے میں راج پاٹ چھین کر اُنہیں بنباس دیا گیا۔ بہت طرح کے بھیس بنا کر اُنہوں نے اگیات واس کا ایک سال گذارا۔ اس کے علاوہ بھی بنیموں کی طرح اُنہیں بہت سے کشٹ سہنے پڑے۔ جب یُدھ چھڑنے کا موقع آیا، تو مَیں خود آپ کے پاس آیا۔ اور اس خون خرابے سے بھارت ونش کو بچانے کے لئے مَیں نے صرف پانچ گاؤں پانڈوؤں کو دے دینے کی پیشکش بھی آپ سے کی۔ لیکن کال کی پریرنا سے آپ بھی لوبھ میں پھنس گئے، اور میری پرارتھنا ٹھکرا دی گئی۔ اس طرح صرف آپ کے اس اپرادھ سے ہی کھشتریوں کا بے پناہ سنگھار ہُوا ہے۔ بھیشم، درون، سوم دت، کرپا آچاریہ اور اشوتھاما اور بدر جی وغیرہ شریشٹھ پُرشوں نے آپ سے صلح کرنے کے لئے پرارتھنا کی۔ لیکن آپ نے کسی کا بھی کہنا نہ مانا۔ سچ ہے۔ جس کے سر پر کال سوار ہے، وہ موہ میں پڑ ہی جاتا ہے۔ جب یُدھ کی تیاری شروع ہُوئی، تو آپ کی عقل ماری گئی۔ اسے کال کا پربھاو یا پراربدھ ہی کہا جا سکتا ہے۔ واستو میں یہ جیون پراربدھ کے ہی آدھین ہے۔ مہاراج! آپ پانڈوؤں پر دوش درشٹی نہ کریں۔ اُن بے چاروں کا ذرا بھی اپرادھ نہیں ہے۔ وہ دھرم اور نیائے سے کبھی بھی نہیں گرے۔ آپ پر اُن کا

پریم بھی پہلے جیسا ہے اور اب تو آپ کو اور ماتا گاندھاری کو پانڈوؤں سے پنڈ پانی ملنے والا ہے۔ پتر سے ملنے والا پھل اب پانڈوؤں سے ہی ملے گا۔ اِس لئے آپ لوگ پانڈوؤں کے تئیں من میں کدورت نہ رکھیں، اُن کی بُرائی نہ سوچیں۔ اپنا ہی اپرادھ یا بھُول سمجھ کر اُن کا کلیان منائیں، اُن کی رکھشا کریں۔ مہاراج! آپ تو جانتے ہی ہیں کہ دھرم راج یُدھشٹر کی آپ کے چرنوں میں کتنی بھگتی ہے۔ اُنہوں نے اپنی بُرائی کرنے والے شترُوؤں کا ہی سنگھار کیا ہے۔ تو بھی وہ اُن کے شوک میں دن رات جلتے رہتے ہیں۔ اُنہیں ذرا بھر بھی چین نہیں ملتا۔ آپ کے لئے اور گاندھاری کے لئے وہ بہت شوک کرتے ہیں۔ اِن کے ہردے میں شانتی نہیں ہے۔ لجّا کے مارے اُنہیں آپ کے سامنے آنے کی ہمّت نہیں پڑتی۔

راجہ دھرت راشٹر سے اس پرکار کہہ کر شری کرشن شوک سے دُربل ہُوئی گاندھاری دیوی سے بولے۔ "کلیانی! مَیں تم سے جو کہہ رہا ہُوں۔ اِسے دھیان دے کر سُنو۔ آج سنسار میں تمہارے جیسی تپسونی استری اور کوئی نہیں ہے۔ تمہیں یاد ہوگا۔ اُس دن سبھا میں میرے سامنے ہی تم نے دونوں طرف کی بھلائی کرنے والے اور ارتھ بھرے بچن کہے تھے۔ لیکن تمہارے پُتروں نے اُسے نہ مانا۔ دُریودھن فتح کا طلب گار تھا۔ اُس سے تم نے رُوکھے پن سے کہا تھا "ارے مُورکھ! جدھر دھرم ہوتا ہے۔ اُسی پکش کی جیت ہوتی ہے"۔ راجکماری! تمہاری وہی بات سچّی ہُوئی ہے۔ ایسا سمجھ کر من میں شوک نہ کرو۔ تم میں تپسّیا کا بہت بڑا بل ہے۔ تم اپنی کرودھ اگنی سے سب چراچر جگت کو بھسم کر ڈالنے کی شکتی رکھتی ہو۔ تو بھی تمہیں پانڈوؤں کے ناش کا وچار کبھی بھی من میں نہ لانا چاہیئے"۔

شری کرشن جی کی بات سُن کر گاندھاری نے کہا۔ "کیشو! تمہاری بات بالکل ٹھیک ہے۔ اب تک میرے من میں بڑی ویاکلتا تھی، مَیں چنتا کی آگ میں جل رہی تھی۔ اِس لئے میری بُدھی ستھر نہ رہی تھی۔ مَیں پانڈوؤں کے انشٹ کی بات سوچ رہی تھی۔ لیکن اب تمہاری باتیں سُن لینے سے میری بُدھی ستھر ہو گئی ہے۔ کرودھ شانت ہو گیا ہے۔ جنار دن! یہ راجہ اندھے ہیں، بُوڑھے ہیں اور اُن کے سبھی پُتّر مارے گئے ہیں۔ اِس لئے یہ شوک سے بہت ویاکل ہیں۔ اب ویر شریشٹھ پانڈوؤں کے ساتھ تم ہی اِن کو سہارا دینے والے ہو"۔

اِتنا کہہ کر گاندھاری آنچل سے مُنہ ڈھانپ کر پھُوٹ پھُوٹ کر رونے لگی۔ پُتروں کے شوک سے اُسے بڑا سنتاپ ہونے لگا۔ اُس وقت شری کرشن جی نے کتنے ہی کارن بتا کر کتنی ہی یُکتیاں دے کر گاندھاری کو دھیرج دی۔

دھرت راشٹر اور گاندھاری کو اِس طرح دھیرج بندھا کر بھگوان نے اشوستھاما کے بھیانک سنکلپ کا سمرن کیا۔ پھر تو فوراً اُٹھ کر کھڑے ہو گئے، اور ویاس جی کے چرنوں میں سر جھکا کر دھرت راشٹر سے بولے:- "اب مَیں یہاں سے جانے کی آگیا چاہتا ہُوں۔ آپ شوک نہ کیجئے۔ اِس وقت اشوستھاما کے من میں پاپوں سے پری پُورن سنکلپ اُٹھ رہے ہیں۔ اِس لئے اب مَیں جاتا ہُوں۔ اس نے آج کی رات میں پانڈوؤں

کو مار ڈالنے کا نشچے کیا ہے"۔

یہ سُن کر دھرت راشٹر اور گاندھاری نے کہا۔ "جناردن! اگر ایسی بات ہے تو جلدی جاؤ، اور پانڈوؤں کی رکھشا کا پربندھ کرو۔ ہم پھر تم سے جلدی ہی ملیں گے"۔ اس کے بعد بھگوان کرشن فوراً داُرک کے ساتھ چل دیئے۔ اُن کے جانے کے بعد مہاتما ویاس جی دھرت راشٹر کو دھیرج دینے لگے۔ چھاؤنی کے پاس پہنچ کر شری کرشن پانڈوؤں سے ملے، اور ہستناپور کا سارا سماچار اُنہیں کہہ سُنایا۔

دُریودھن کے مارے جانے کا سماچار سُن کر بچے ہُوئے کورو مہارتھی، اشوستھاما، کرپا آچاریہ اور کرت ورما جو خود بھی بڑے گھائل ہو چکے تھے، رتھ پر سوار ہو کر وہاں آئے۔ وہاں جا کر اُنہوں نے دیکھا۔ کہ دُریودھن دھرتی پر گرا ہُوا چھٹپٹا رہا ہے۔ اور اس کا سارا شریر خُون سے بھیگا ہُوا ہے۔

اپنے راجہ کو اس اوستھا میں پڑا دیکھ کرپا آچاریہ وغیرہ کو بڑا دُکھ ہُوا، وہ رتھوں سے اُتر کر دُریودھن کے پاس ہی زمین پر بیٹھ گئے۔ اس وقت اشوستھاما کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ وہ سسکیاں لیتا ہُوا کہنے لگا۔ "راجن! نشچے ہی اس منش لوک میں کچھ بھی ستیہ نہیں ہے! جہاں تمہارے جیسا راجہ دھول میں لوٹ رہا ہے۔ جو ایک دن ساری پرتھوی کا سوامی تھا، جس نے سب پر حُکم چلایا، وہی آج اس سنسان بن میں اکیلا کیسے دھرتی پر لیٹا ہُوا کراہ رہا ہے۔ (باقی)

PURSUIT OF EXCELLENCE
IS A WAY OF LIFE WITH US.
BE IT

Deposits
Advances
Foreign Exchange
or

SPEEDY SERVICE WITH A SMILE IS OUR MOTTO.

The New Bank of India Ltd.

(REGD. : OFFICE :- 1, TOLSTOY MARG, NEW DELHI-1)

D. R. GANDOTRA
Chairman

HARISH CHANDRA
General Manager

Grams : INDOCARS

Phones : 512306 (3 Lines)
513763 (Direct)
Telex ND-2069

مرنے سے پہلے

شری آنند کپور۔ دِلّی

اگر پھل کی اِچھّیا نہیں ہوتی آنند
اگر راہِ مولا میں تو جان دیتا!
ندامت سے آنکھیں جُھکانی نہ پڑتیں
تجھے پیار کا ارتھ آتا تو تیری!
آواز و عمل میں گر اِتحاد ہوتا
کوئی بھی تمنّائے جنت نہ کرتا!
نشہ خودشناسی سے سرشار ہوکر
یہی اِلتجا ہے کہ مرنے سے پہلے
نور و آنند کے سانچے میں ڈھل کر تیری

تیری بندگی بہتریں ہوتی آنند
تیری داستاں بھی زرّیں ہوتی آنند
رنگیلی تیری آستیں ہوتی آنند
محبت کی دُنیا رنگیں ہوتی آنند
تو مُستی کہیں کی کہیں ہوتی آنند
یہی دُنیا اِتنی حسیں ہوتی آنند
تیری زندگی آفریں ہوتی آنند
تیرے آستاں پر جبیں ہوتی آنند
مُورتی ضامنِ دھرم و دیں ہوتی آنند

Indian Roadways Corporation

846, JOSHI ROAD, KAROL BAGH,
NEW DELHI - 110005.

BOOKING AGENCIES	BOOKING OFFICES	OFFICES	Phone No.
1. 226, New Lajpat Rai Market, Delhi - 110006 Phone No. 275688	14, Najafgarh Road, New Delhi-110015 Phone No. 588512	Faridabad	814242
		Ghaziba:I	853700
		Meerut	8413
2. 1, Khanna Market. Tis Hazari, Delhi-110006 Phone No. 224762 (PP)	Delhi U. P. Border Phone No. 200547 202259		
3. 195, Kamla Market, New Delhi-110001. Phone No. : 273273			

OTHER OFFICES :- UNDER DELHI REGION

Agra, Aligarh, Amritsar, Bareilly, Chandigarh, Hissar, Jaipur, Jullunder, Kanpur, Kota, Lucknow, Ludhiana, Patiala, Sonepat

DAILY DIRECT SERVICES TO AND FROM ALL THE IMPORTANT CITIES THROUGHOUT INDIA.

Head Office :

Indian Roadways Corporation

1, SUNYAT SEN STREET, CALCUTTA - 700012.

Our Associates : Freight Carriers of India.

بھارت کے اتہاس کا ایک ورق

گپت خاندان کا زوال اور ہون قوم کے حملے

از قلم پروفیسر سیتا رام جی کوہلی ایم اے

خاندان گپت کے آخری راجہ اسکند گپت کے زمانہ میں منگولیا کی ہون قوم نے بھارت پر حملہ کر دیا۔ اِس خونخوار قبیلہ کے لوگ چوتھی صدی عیسوی کے قریب وسط ایشیا سے اٹھکر یورپ اور ایشیا میں پھیل گئے۔ انہوں نے سلطنت روما کے کئی ایک مقبوضات کو تباہ کیا، اور ہندوستان میں گپت خاندان کی حکومت کے زوال کا باعث ثابت ہوئے۔ ہندوستان پر اِس قوم کا پہلا حملہ ۴۵۵ء میں ہوا۔ اِن غیر مہذب قوموں نے بڑی تیزی سے دوبارہ حملہ کیا۔ اور ۵۰۰ء کے قریب اِس قبیلہ کا ایک سردار جس کا نام تورمان تھا۔ مالوہ کا راجہ بن گیا۔ تورمان کے بعد اُس کا لڑکا مہر گل راجہ ہوا۔ مہر گل بڑا ظالم، بے رحم اور موذی تھا۔ ۵۲۷ء میں مالوہ کے راجہ یشودھرمن نے مگدھ کے راجہ بالادت کی مدد سے مہر گل کو ملتان کے نزدیک شکست دی اور وہ کشمیر کی طرف بھاگ گیا۔

چھٹی صدی عیسوی میں ترکوں کے حملوں کی وجہ سے قوم ہون کی طاقت ایشیا میں بہت کم ہو گئی، اور ہندوستان میں بھی ہون قوم کی سلطنت کا خاتمہ ہو گیا۔

پربھاکر وردھن

ہندو تاریخ میں مہاراجہ ہرش وردھن کا نام بڑی عزت سے لیا جاتا ہے۔ چندر گپت بکرماجیت کے تقریباً ۲۰۰ برس بعد اِس نے تمام شمالی ہندوستان میں ایک زبردست ریاست قائم کی اور ہون وغیرہ اقوام کے جو افراد باقی رہ گئے تھے، اُن کو یہاں سے نکال دیا۔

ہرش وردھن تھانیسر کے راجہ پربھاکر وردھن کا چھوٹا لڑکا تھا۔ تھانیسر کا راج مالوہ کی ریاست کے ماتحت تھا۔ مگر ۵۷۵ء میں پربھاکر وردھن نے اپنے آپ کو خود مختار قرار دے دیا۔ ۶۰۵ء میں پربھاکر وردھن سُورگباش ہو گیا۔ اور اُس کا بیٹا راج وردھن تخت پر بیٹھا۔ اُس کے بعد اِس کا چھوٹا بھائی ہرش وردھن حکمران ہوا۔ اِس نے بہت سے تالاب اور مندر بنوائے، باغ لگوائے۔ اِس راجہ کے دور حکومت میں ایک چینی سیاح ہوان سانگ ہندوستان میں آیا۔ اِس نے اُس کی کیفیت قلمبند کی۔ ہوان سانگ ۶۳۰ء سے ۶۴۵ء تک ہندوستان میں رہا۔ وہ لکھتا ہے:-

کہ افغانستان میں بُدھ مذہب کے پیرو بہت زیادہ تھے۔ یہ لوگ بُدھ کی مُورتی بنا کر اُس کی پرستش کرتے تھے۔ لیکن کشمیر میں بُدھ مذہب کا تنزّل اور ہندو مذہب کی ترقی تھی۔ ہرش ہندو مذہب اور بُدھ مذہب دونوں کو مانتا تھا۔ اُس نے بُدھ کے مندروں (وہاروں) کی تعداد بھی بڑھائی۔

۶۴۴ء میں ہرش نے ایک بہت بڑا دربار کیا۔ جس میں بیس[۲۰] راجے شریک ہوئے۔ اور اُنہوں نے ہرش کو اپنا شہنشاہ تسلیم کیا۔ پہلے دِن دربار میں بُدھ جی کی مُورتی نصب کی گئی۔ دُوسرے اور تیسرے دِن سُورج اور شِو کی پُوجا کی گئی، اور ۷۷ دِن تک راجہ نے سب کو دعوت دی۔ بہت سا سامان جس میں قیمتی زیورات بھی تھے اُس نے بغیر امتیاز ہندو اور بُدھ دونوں مذہب کے مقلدوں میں تقسیم کئے۔ اُس کے بعد اُس نے شاہانہ لباس اُتار کر فقیرانہ کپڑے پہن لئے۔

ہرش کا انتظام سلطنت

مہاراجہ ہرش نے ۶۴۷ء میں وفات پائی۔ اس کا انتظام سلطنت موریہ خاندان کے راجاؤں سے مختلف تھا۔ لیکن رعایا خوشحال تھی۔ یہ ہر پانچویں سال پریاگ راج (الہ آباد) جاتا اور وہاں گنگا اور جمنا کے سنگم پر جین، بُدھ، اور ہندو دھرم کے سادھوؤں کو روپیہ اور کپڑے بطور دان تقسیم کرتا۔ چینی سیاح لکھتا ہے کہ ہرش کے قوانین گپت راجاؤں کے قواعد سے سخت تھے۔ مجرموں کو سزائیں بھی سخت دی جاتی تھیں۔ تعلیم کی اشاعت اچھے پیمانہ پر تھی۔ نالند مقام پر جو گیا جی سے کچھ فاصلے پر تھا۔ وہاں پاٹھشالہ میں پندرہ ہزار ودیارتھی پڑھتے تھے۔ ہرش خود بھی ایک عالم شخص تھا اور شاعر بھی تھا۔ اس نے کئی پُستکیں لکھیں۔ ہرش نے ۶۴۷ء میں وفات پائی۔ اور اس کے بعد تمام مُلک میں بدنظمی پھیل گئی۔ اور رعایا پھر سخت تکلیف میں پڑ گئی۔

راجپُوتوں کا زمانہ

مہاراجہ ہرش کے بعد ریاست قنوج میں با اقتدار راجاؤں میں صرف راجہ بھوج کا ذکر آتا ہے۔ راجہ بھوج کے بہت سے قصّے کہانیاں ہندوؤں میں مشہور ہیں۔ اُس نے ۸۴۰ء سے ۸۹۰ تک حکومت کی تھی۔ ۱۰۹۰ء کے قریب قنوج کی ریاست راجپُوتوں کے راٹھور خاندان کے قبضہ میں آئی، اور ایک سو برس یعنی ۱۱۹۴ء تک اسی خاندان کے زیر حکومت رہی۔ جب محمّد غوری نے اس کو فتح کیا۔ اُس وقت جے چند راٹھور اس پر حکمران تھا۔

دِلّی

موجودہ دِلّی کو غالباً ۹۹۳ء میں تنوار خاندان کے راجپُوتوں نے آباد کیا تھا۔ بعضوں کا خیال ہے، کہ دِلّی کا پہلا راجہ اننگ پال تھا۔ جو کہ ۱۰۴۵ء میں یہاں حکمران تھا۔ ۱۱۷۰ء میں اِس خاندان کا آخری راجہ اننگ پال ثانی لاولد مرگیا۔ اِس لئے اِس کے بعد اِس کا نواسا پرتھوی راج چوہان تخت کا وارث ہوا۔*

* جب محمّد غوری نے ۱۱۹۱ء میں دِلّی پر حملہ کیا، تو پرتھوی راج نے اُس کو شکست فاش دی۔ (باقی پھر)

GIVE US YOUR MONEY FOR 84 MONTHS

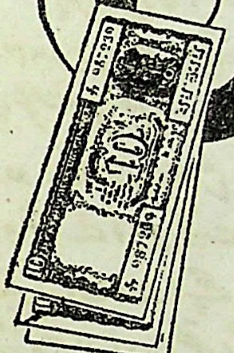

And we'll give you a pension for life.

Here's what you do. Put away whatever you can in multiples of Rs. 10/- for 84 months. Then PSB pays you back in monthly instalments that equal your monthly deposit. Your principal remains absolutely intact.

Now you needn't retire to get a pension anymore. Start getting one from PSB long before you even think of retiring.

Drop in at your nearest branch for further details.

We've got schemes that work for all. There's one for you.

PSB–The name of total banking service

THE PUNJAB & SIND BANK LTD.

(Regd Office: Hall Bazar, Amritsar) Central & Admin Office: [illegible] Connaught Place, New Delhi

Chairman: Inderjit Singh

OCTOBER 1977 Regd. No. of the Newspaper R.N.660/57

Monthly 'OM' Delhi

Vol.46 P.O. Regd.No.D(D)-68

with

MDH

KITCHEN KING

M.D.H. KITCHEN KING is a complete masala for all vegetarian and non-vegetarian dishes. Add salt to taste and enjoy a delicious dish every time

Our other popular products :

Deggi Mirch, Chana Masala, Chat Masala, Jal Jeera etc.

MAHASHIAN DI HATTI (P) LTD.

9/44, INDUSTRIAL AREA, KIRTI NAGAR, NEW DELHI-110015 | PHONE : 585122

Chief Stockists : Roopak Stores, Ajmalkhan Road, New Delhi. 5 Phone . 562569

Stockists : Kishan Chand Suraj Parkash,. Khari Baoli, Delhi. 6 Phone : 522217